995

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

997

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 15-اکتوبر 2010

(یوم الجمع، 6-ذیقعد 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ
لَا تُلۡهِكُمۡ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَلَآ أَوۡلَٰدُكُمۡ عَن ذِكۡرِ ٱللَّهِۚ
وَمَن يَفۡعَلۡ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ ۝٩ وَأَنفِقُواْ
مِن مَّا رَزَقۡنَٰكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ فَيَقُولَ
رَبِّ لَوۡلَآ أَخَّرۡتَنِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٖ قَرِيبٖ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ
ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠ وَلَن يُؤَخِّرَ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَاۚ
وَٱللَّهُ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ۝١١

سُوۡرَۃُ المنٰفِقون آیات 9 تا 11

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں (9) اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت

کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کرلیتااور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا(10)اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تواللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتااور جو کچھ تم کرتے ہواللہ اس سے خبر دار ہے(11)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیؐ کے لئے
حضور نور ہیں محمود ہیں محمدؐ ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان میں ثنا کے لئے
بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیؐ کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے
گدائے کوئے مدینہ ہوں کس کا منہ دیکھوں
انہی کی بخششیں کافی ہیں مجھ گدا کے لئے
بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیؐ کے لئے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر996، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ خیرپور ٹامیوالی میں مقدمات کی تفصیل

*996: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ خیرپور ٹامیوالی بہاولپور میں سال2000 سے آج تک چوری، ڈکیتی، راہزنی، قتل، اقدام قتل،زناء بالجبر،اغواء اور تیزاب پھینکنے کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ بالا تھانے میں سال2000 سے آج تک کتنے مردوں اور کتنی خواتین کے غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات درج ہوئے؟

(ج) مذکورہ بالا تھانے میں سال2000 سے آج تک دوران تفتیش کتنی اموات ہو چکی ہیں نیز کتنے افراد نے دوران تفتیش اقدام خودکشی اٹھائے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

درج شدہ مقدمات	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	کل
چوری	30	35	50	67	36	49	88	90	19	464
ڈکیتی	-	-	03	04	01	01	05	-	01	15
راہزنی	05	07	21	15	11	19	14	12	07	111
قتل	10	10	14	11	07	11	09	03	06	81
اقدام قتل	16	21	13	11	18	17	14	08	06	124

زنا بالجبر	07	03	09	14	13	05	11	18	06	86
اغواء	06	01	02	03	07	09	27	17	12	84
تیزاب پھینکنا	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-

(ب)

1۔ مقدمہ نمبر 323/07 مورخہ 31-05-07 بجرم 302ت پ تھانہ خیرپور ٹامیوالی (مقتولہ شازیہ) (ملزم محمد عباس ولد محمد رمضان سکنہ چیلے واہن مقتولہ سے رشتہ بھائی)

2۔ مقدمہ نمبر 213/08 مورخہ 30-04-08 بجرم 302ت پ تھانہ خیرپور ٹامیوالی (مقتولہ حسینہ مائی) (ملزم عبدالرشید عرف شیدا ولد علم دین سکنہ اظہر آباد اسرانی مقتولہ سے رشتہ خاوند)

(ج) تھانہ ہذا میں دوران تفتیش نہ کوئی شخص فوت ہوا ہے اور نہ ہی کسی نے اقدام خودکشی کی کوشش کی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ تیزاب پھینکنے کا ایک مقدمہ درج ہوا ہے، اس کا نام بھی دیا گیا ہے اور اس کا رشتہ بھائی بتایا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس کی گرفتاری عمل میں آئی ہے اور ابھی تک اس کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ مذکورہ بالا تھانے میں سال 2000 سے آج تک کتنے مردوں اور کتنی خواتین کے غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات درج ہوئے ہیں اور اسی کے مطابق acid throwing اور غیرت کے نام پر جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کے متعلق information دی گئی ہے۔ ان کا ٹرائل عدالت میں ہوا، عدالت سے کوئی سزا ہوئی یا نہیں ہوئی یا ملزمان کی گرفتاری کے متعلق information نہیں پوچھی گئی تھی اس لئے وہ جواب میں درج نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ چوری کے واقعات میں کمی واقع ہوئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا واقعی چوری کے واقعات میں کمی ہوئی ہے، علاوہ ازیں جواب میں بتایا گیا ہے کہ سال 2007 میں سب سے زیادہ چوری کے مقدمات درج کئے گئے، کیا یہ پولیس کی negligence تھی یا پھر کوئی اور وجوہات تھیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مختلف سالوں میں جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان سے متعلق یہ تفصیل دی گئی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں کوئی گینگ بن جاتا ہے اور جب تک وہ پکڑا نہ جائے تو وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جب وہ gang burst ہو جائے، capture

ہو جائے تو پھر کچھ عرصے کے لئے یقیناً جرائم میں کمی بھی آ جاتی ہے۔یہ figures ایک general trend کو ظاہر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

MR SHER ALI KHAN: Sir, on her behalf, Question No.999.

(معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

MR SHER ALI KHAN: Yes, answer may be taken as read.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*999: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں تھانوں کی کل تعداد کیا ہے، یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز نام، پتے اور ٹیلیفون نمبر بھی فراہم کئے جائیں؟

(ب) مذکورہ بالا تھانوں کی حدود میں دسمبر 2007 سے آج تک چوری، ڈکیتی، راہزنی، زناء بالجبر اور اغواء کے کتنے مقدمات درج ہو چکے ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور موجودہ عملے کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ بالا تھانوں میں سب سے زیادہ کرائم کس تھانے کی حدود میں ہوئے اور سب سے زیادہ برآمدگیاں کس تھانے کے عملے نے کیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع ہذا میں کل 22 پولیس سٹیشن ہیں نام و پتا اور ٹیلیفون نمبر ز ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع ہذا میں سب سے زیادہ کرائم تھانہ اوچ شریف میں ہوئے۔تھانہ میں یکم جنوری 2008 تا 15۔ستمبر 2008 درج شدہ مقدمات کی تعداد 824 ہو چکی ہے۔

ضلع ہذا میں سب سے زیادہ برآمدگیاں تھانہ صدر احمد پور شرقیہ نے کی ہیں جس کی کل مالیت -/5295470 روپے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

MR SHER ALI KHAN: No, supplementary question.

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا چاہتے۔ اگلا سوال شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2788۔ (معزز ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

خواجہ عمران نذیر: جی، ہاں۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایلیٹ پولیس سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتیوں کی تفصیلات

*2788: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2004 تا 2007 تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے؟

(ب) ان ملازمین کو بھرتی کرنے کے لئے اگر اشتہار دیا گیا تو کس اخبار میں اگر نہیں دیا گیا تو کیا قواعد و ضوابط کے تحت اشتہار کے بغیر بھرتی کی جا سکتی ہے تو متعلقہ قانون کی کاپی بھی لف کریں؟

(ج) مذکورہ بھرتی کس اتھارٹی کے حکم سے ہوئی؟

(د) مذکورہ سکول میں جو غیر قانونی بھرتیاں کی گئیں کیا موجودہ حکومت ان کی انکوائری کرنے کو تیار ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ 2004 تا 2007 تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے جبکہ 2004 تا 2007 صرف 501 ملازمین بھرتی کئے

گئے جن میں سے 148 ملازمان کو فیملی کلیم رولز A-17 کے تحت بھرتی کیا گیا باقی ملازمین کو قواعد وضوابط کو پورا کرتے ہوئے بھرتی کیا گیا۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ملازمین کو بھرتی کرنے کے لئے باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

(1)روزنامہ "جنگ" مورخہ 25-08-2004 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2)روزنامہ "پاکستان" مورخہ 22-08-2004 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3)روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 15-03-2006 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بحوالہ انگریزی چٹھی نمبری SOR.III 2-42/92 مورخہ 18-02-1997 جاری شدہ سیکشن افسر R-III گورنمنٹ آف دی پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی جاری کردہ ہدایات کے تحت بھرتی کی گئی، متعلقہ آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا ملازمین کی بھرتی مندرجہ ذیل اتھارٹیز کی اجازت سے کی گئی:۔

(1) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ 13446/F-I مورخہ 10-12-2003 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/10060-10100/VIII مورخہ 09-08-2004 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/10239-41V/III مورخہ 11-08-2004 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(4) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/1358/II مورخہ 02-02-2007 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ سکول میں کوئی بھی غیر قانونی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ 2004 تا 2007 میں تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے ہیں۔ 2004 تا 2007 کے عرصے میں صرف پانچ سو ایک ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں اور ان میں تمام قواعد وضوابط کا بھی خیال رکھا گیا ہے" مجھے اپنی اور ایوان کی information کے لئے صرف یہ معلوم

کرنا ہے کہ پولیس ملازمین کی بھرتی کے وقت مختلف procedures کے بعد جب آخر میں انٹرویو ہوتا ہے تو ہماری اطلاع کے مطابق اس میں صرف یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ نے پولیس میں کس لئے بھرتی ہونا ہے تو اس میں merit کیسے بنتا ہے؟ جب آخر میں چند سو لوگ رہ جاتے ہیں، ان میں سے چند درجن لوگوں کو بھرتی کرنا ہوتا ہے اور باقی لوگوں کو فارغ کرنا ہوتا ہے تو اس میں کیا merit اختیار کیا جاتا ہے، کیا طریق کار adopt کیا جاتا ہے، اس کے لئے merit کیا ہوتا ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے انٹرویو کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہوتا تو ان کی یہ بات درست ہے اسی لئے موجودہ حکومت نے اس مرتبہ نہ صرف پولیس بلکہ باقی محکموں میں بھی بھرتی کے حوالے سے انٹرویو کے نمبر minimum کر دیئے ہیں۔ بعض جگہوں پر پہلے تو انٹرویو کے 20 یا 30 تک نمبر تھے لیکن اب ان کو کم کر کے 10 سے 5 تک کر دیا گیا ہے تاکہ جو merit otherwise بنے اس میں کوئی زیادہ فرق نہ آئے۔ دوسرا ایلیٹ فورس اور پولیس کی عام بھرتی میں general rules ہی کار فرما ہیں، صرف 148 ملازمین جن کا family claim بنتا تھا اس میں ایک طریق کار ہے جو اختیار کیا گیا ہے، اس rule کا حوالہ بھی یہاں جواب میں دے دیا گیا ہے وہ Rule 17(A) ہے تو اس rule کے تحت ان کا otherwise ایک right بنتا ہے جس کے تحت ان کو concession دی جاتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ انٹرویو کے نمبر minimum کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس میں بھرتی کے لئے ہمارے ہاں suitability determine کرنے کا کوئی طریق کار نہیں ہے کہ آیا وہ شخص جو پولیس میں بھرتی ہونے جا رہا ہے اس کا کیا background ہے، آیا اس کا ذہن پولیس کے لئے suitable ہے یا نہیں اور زندگی میں اس کی ترجیحات کیا ہیں؟ اگر ہم نے دوڑیں لگوانی ہیں یا written test لینا ہے اور انٹرویو کے نمبر بھی ہم نے minimum کر دینے ہیں تو پھر اس کی psychological judgement کیسے ہوگی جو کہ ایک آفیسر کی discretion ہونی چاہئے؟ یہ کیسے judge کیا جائے گا کہ آیا وہ شخص پولیس میں جا کر کل کو رشوت خور نہیں بنے گا، خود ڈاکو نہیں بن جائے گا جو کہ آج کل بنتے جا رہے ہیں تو ہم اس aspect کو کیوں ignore کر رہے ہیں، اس کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ suitability for police جو کہ انٹرویو کے ذریعے یا psychological test کے ذریعے determine ہونی ہوتی ہے اس کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے وہ درست ہے لیکن اس کا طریق کار یہ ہے کہ جو بھی آدمی پولیس میں بھرتی ہوتا ہے خواہ اس کا کوئی بھی rank ہو، کانسٹیبل ہو یا above rank کا آدمی جب پولیس میں بھرتی کیا جاتا ہے تو اس سے متعلق intelligence reports لی جاتی ہیں۔ نہ صرف اس کی background بلکہ اس کی family background بھی معلوم کی جاتی ہے، متعلقہ تھانے سے رپورٹ لی جاتی ہے کہ وہ کسی offence میں ملوث تو نہیں رہا تو اس طریق کار کے مطابق اس بھرتی ہونے والے شخص کی background کو check کیا جاتا ہے کہ اس کی کوئی criminal background تو نہیں ہے، اس کی family کا وہاں پر کس قسم کا مقام ہے تو ان ساری چیزوں کو پوری احتیاط سے check کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2789۔ (معزز ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال درفت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، ہاں۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ لاہور کا قیام، زمین و دیگر تفصیلات

*2789: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ لاہور کے قیام کے لئے کتنی زمین حاصل کی گئی اس وقت کتنی زمین پر کاشت کی جا رہی ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سال میں کاشت کی جانے والی زمین سے سال وار کتنی آمدنی حاصل کی گئی، سال وار ہونے والے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول کا کل رقبہ 201 ایکڑ پر مشتمل تھا جو کہ بحوالہ آرڈر نمبری 1689-90/B-II مورخہ 07-07-07 مجاریہ آئی جی صاحب 70 ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری، ٹریفک پولیس، ہائی وے پٹرولنگ، سپورٹس کمپلیکس اور فرازنک سائنس

لیبارٹری اور ہاؤسنگ کالونی کو الاٹ ہو چکا ہے۔بقیہ رقبہ 130 ایکڑ EPTS سکول کی ملکیت ہے جس پر سٹوڈنٹس ہوسٹل، ٹریننگ شیڈ، فائرنگ رینج، CQB ایڈمن سٹاف ہوسٹل، آفیسرز کالونی و ٹیکٹس ایریا پر مشتمل ہے بقیہ 25 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔

(ب) سال وار آمدنی کی تفصیل

سال	آمدن
2004	-/197860 روپے
2005	-/296400 روپے
2006	-/240000 روپے
2007	-/341711 روپے
2008	-/342360 روپے

تمام رقم خزانہ سرکار میں داخل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ "کل کتنی اراضی ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ کے پاس ہے۔" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول کا کل رقبہ 201 ایکڑ پر مشتمل ہے۔" اس کے بعد اس کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ 70 ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری ٹریفک پولیس کو دی گئی ہے، بقایا 130 ایکڑ ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول کے پاس ہے اور 25 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔ جواب میں زمین کی کل ملکیت 201 ایکڑ بتائی گئی ہے اس کے بعد تفصیل میں بتائی گئی زمین کو جمع کریں تو وہ 225 ایکڑ بنتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ سرکار کی قیمتی زمین 201 ایکڑ ہے یا پھر 225 ایکڑ ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ریکارڈ کے مطابق یہ رقبہ 201 ایکڑ پر ہی مشتمل ہے۔ اس میں سے 70 ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری، ٹریفک پولیس، ہائی وے پٹرولنگ، سپورٹس کمپلیکس، سائنس لیبارٹری اور ہاؤسنگ کالونی کو الاٹ ہو چکی ہے بقیہ رقبہ 130 ایکڑ ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول کی ملکیت ہے جس پر سٹوڈنٹس ہوسٹل، ٹریننگ شیڈ وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ اس میں سے 25 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے جس کا غالباً معزز ممبر نے ذکر کیا ہے۔ یہ 25 ایکڑ رقبہ اسی ملکیت میں سے ہے جو کہ پہلے اوپر درج ہے۔ یہ علیحدہ سے نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب میں بڑا categorically بیان کیا گیا ہے کہ 70 ایکڑ میں یہ چار ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ 130 ایکڑ میں پولیس ٹریننگ سنٹر ہے اور 25 ایکڑ زیر کاشت ہے۔ اس 25 ایکڑ کی محکمہ کو پچھلے چار سال سے کمائی بھی آ رہی ہے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم بھی لکھ دی گئی ہے تو یہ وضاحت فرما دی جائے کہ آیا یہ زمین 201 ایکڑ ہے یا پھر 225 ایکڑ ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ زمین 201 ایکڑ ہی ہے۔ شاید آپ نے سنا نہیں ہے۔ اس میں سے محکمہ نے 25 ایکڑ زمین کاشت کے لئے رکھی ہوئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وہ کاشت کے لئے زمین لیز پر لی گئی ہے یا خریدی گئی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ 25 ایکڑ علیحدہ سے زمین نہیں ہے۔ یہ اسی زمین میں سے 25 ایکڑ زیر کاشت ہے۔ ایلیٹ ٹریننگ فورس سکول کی انتظامیہ ہی اس کو کاشت کرواتی ہے اور اس سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ خزانے میں جمع کروائی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل بھی یہاں جواب میں درج کی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ جز (الف) کو دیکھ لیں، یہاں بتایا گیا ہے کہ "بحوالہ چٹھی نمبری 1689-90/B-II ایلیٹ فورس کا ملکیتی رقبہ 201 ایکڑ ہے۔ اس کی تفصیل میں 70 ایکڑ، 130 ایکڑ اور 25 ایکڑ رقبہ بتایا گیا ہے جو کہ 225 ایکڑ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے ٹوٹل 201 ایکڑ رقبہ بتایا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ جو 25 ایکڑ زمین ہے یہ علیحدہ سے نہیں ہے۔ 70 ایکڑ اور 130 ایکڑ زمین میں سے زیادہ تر خالی پڑی ہے اور اس خالی میں سے 25 ایکڑ زمین زیر کاشت ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ فرما دیں کہ یہ 225 ایکڑ ملکیت ہے یا 201 ایکڑ ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے categorically یہ لکھا بھی ہے اور کہا بھی ہے کہ یہ زمین 201 ایکڑ ہے۔ اس میں کچھ رقبہ زیر تعمیر ہے اس کے بعد بقایا 25 ایکڑ رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کو اگر جمع کریں تو 70 ایکڑ، 130 ایکڑ اور 25 ایکڑ، یہ 225 ایکڑ بنتے ہیں۔ اگر 225 ایکڑ ان کی ملکیت ہے تو جز (الف) میں جو 201 ایکڑ کا حوالہ دیا گیا ہے تو وہ figure ٹھیک ہے یا وزیر موصوف جو بعد میں فرما رہے ہیں یہ figure ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہاں پر یہ کوئی Housing Colony ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی property dealing کا کاروبار ہو رہا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 70 ایکڑ ہیں یا 130 ایکڑ ہیں، 130 ایکڑ میں سے ہی 25 ایکڑ زیر کاشت ہیں۔

جناب سپیکر: یہی میں کہہ رہا ہوں اور وہ سمجھ نہیں پا رہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ یہ 25 ایکڑ علیحدہ ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک line پڑھنی ہے اس کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا۔ بقایا رقبہ 130 ایکڑ EFT School کی ملکیت ہے جس پر Students Hostels, Training Sheds, Firing Range, CQB, Admin Staff Hostel, Officers Colony area پر مشتمل ہے۔ بقایا 25 ایکڑ پر کاشت ہو رہی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ 70 ایکڑ علیحدہ ہے، 130 ایکڑ پر یہ سارے کام ہو رہے ہیں اور بقایا 25 ایکڑ جس کی یہ پچھلے چار سال کی کمائی بتائی گئی ہے وہ علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری ذمہ داری ہے کہ میں میاں نصیر صاحب کی confusion کو دور کروں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 130 ایکڑ میں Students Hostel, Training Sheds, Firing Range, Admin Staff Hostel, Officers Colony ہے، 130 ایکڑ میں سے جو بقیہ 25 ایکڑ بچتے ہیں اس پر کاشت ہو رہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ہار گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ہارنے یا جیتنے والی بات نہیں ہے۔ آپ نے جو بات پوچھی ہے وہ انہوں نے بتا دی ہے اور اگر آپ satisfied ہیں تو بات ختم ہو گئی اس میں جیتنے یا ہارنے کی کیا بات ہے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ب) ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں کاشت کی جانے والی زمین سے سال وار کتنی آمدن حاصل کی گئی، سال وار ہونے والے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟ اس کے جواب میں اس کی آمدنی کو تو ظاہر کر دیا گیا ہے جبکہ اس کے اخراجات کو ظاہر نہیں کیا گیا تو وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ وہاں پر جو اخراجات ہوئے ہیں ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو آمدن ظاہر کی گئی ہے وہ اخراجات کو منہا کرنے کے بعد ہی ظاہر کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! جس طرح سے جواب مانگا گیا تھا اس کا جواب تو واقعی اس طرح سے نہیں آیا۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 25 ایکڑ کی آمدن درج ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ جو اخراجات ہوئے ہیں وہ بھی بتائے جائیں تو ان اخراجات کی تفصیل بھی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: Next Question No. 3003 محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

لاہور-پولیس چوکی غالب مارکیٹ کی بلڈنگ، تعمیر اور درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3003: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پولیس چوکی غالب مارکیٹ لاہور کی عمارت کس جگہ کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) یہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟

(ج) اس کی بلڈنگ کب تعمیر ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(د) اس چوکی میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل بتائیں؟

(ہ) اس چوکی میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنی ایف آئی آر درج ہوئی ہیں؟

(و) اس وقت اس چوکی میں کتنے ملزمان مفرور ہیں اور یہ کس کس مقدمہ میں مطلوب ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) چوکی غالب مارکیٹ، ورکشاپ چوک غالب مارکیٹ میں ہے اور چار کمروں پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ جگہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے۔

(ج) اس بلڈنگ کی تعمیر فروری 2004 کو ہوئی اس پر تقریباً 5 لاکھ روپے لاگت آئی۔

(د) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں تعینات افسروں و ملازمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں کل465 مقدمات درج ہوئے۔

(و) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں 31 ملزمان مفرور ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں عمارت کی detail اور جز (ب) میں ملکیت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ پولیس والوں نے چوکی غالب مارکیٹ قبضہ کر کے بنائی ہے، یہ جگہ High Way department کی ملکیت ہے۔ جب محافظ خود قبضے کریں گے تو لوگوں کے قبضے کون چھڑائے گا؟ جز (ب) میں یہ واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یہ جگہ پنجاب پولیس کی ملکیت نہیں ہے جبکہ یہ جگہ High Way department کی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر: یہ government to government ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر government to government بھی ہے، اگر ہم ایک زمین Health department سے لے کر Education department کو دیتے ہیں تو اس کا باقاعدہ notification ہوتا ہے اور اس کی transfer of land ہوتی ہے تو یہ زمین transfer کیوں نہیں کروائی گئی؟ اگر یہ زمین transfer کروا لیتے تو معاشرے میں یہ تاثر نہ جاتا کہ پولیس قبضے کرتی ہے، اگر وہ زمین transfer نہیں کروائی گئی تو اب کروالیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کو بتائیں کہ یہ زمین transfer کروانا چاہتے ہیں یا ایسے ہی یہ کام چلتا رہے گا اور اس طرح تو جس محکمے کی ملکیت ہے وہ تو اسی کی ہی ملکیت رہے گی۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری اراضی کے خانہ ملکیت میں صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت کا ہی نام ہوتا ہے اس کے بعد وہ زمین مختلف departments کو use کے لئے دی جاتی ہے اور اس میں کوئی بھی department itself جگہ کا مالک نہیں ہوتا بلکہ provincial government اس کی مالک ہوتی ہے۔ یہ جگہ ابتدائی طور پر Highway Department کو دی گئی تھی لیکن بعد میں وہاں پر پولیس چوکی تعمیر ہو گئی تو اس میں Highway Department نے آج تک کوئی complaint نہیں کی اور باقی اس کی فرد کی درستی کروالی جائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں تو بتایا گیا ہے کہ ایک محکمے کی زمین ہے اور دوسرے محکمے نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ میرے حلقے سبزہ زار میں ایک one way سڑک ہے، سکیورٹی کے

نام پر تھانے والوں نے ایک طرف سے پوری سڑک پر قبضہ کیا ہوا ہے تو وہاں پر تو ایک محکمہ دوسرے محکمے کو وہ سڑک transfer نہیں کر سکتا۔ حکومت وہ سڑک واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مہر اشتیاق احمد صاحب نے جس encroachment کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس کی تفصیل مجھے دے دیں تو میں اس کی on ground پوزیشن حاصل کر کے اس کا جواب بھی عرض کر دوں گا اور دوسری بات یہ ہے کہ encroachment تو بہر حال encroachment ہے کوئی پرائیویٹ پارٹی کرے یا کوئی گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ کرے اس کو remove ہونا چاہئے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کو بتا رہا ہوں کہ تھانہ سبزہ زار والوں نے پوری سڑک پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ رانا صاحب کو کچھ لکھ کر دے دیں تاکہ وہ بھی اس پر action کرنے والے ہوں۔ Next question No. 3186 بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

لاہور میں ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج و دیگر علاقوں میں رہائش پذیر جرائم پیشہ افغانوں کی تفصیلات

*3186: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار لاہور کے علاقہ جات ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج اور شفیق آباد میں کافی تعداد میں افغان باشندے رہائش پذیر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثریت افغان باشندے جرائم پیشہ ہیں جن کے خلاف علاقہ کے تھانہ میں مختلف جرائم کے مقدمات درج ہیں؟

(ج) حکومت اس علاقہ میں رہائش پذیر غیر قانونی افغان باشندوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) داتا دربار لاہور کے علاقہ ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج میں کافی تعداد میں افغان باشندے جو کہ غیر قانونی رہائش پذیر ہیں۔ ان کے خلاف افسران بالا کے حکم سے ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مورخہ 09-04-09 کو نور محمد کے خلاف مقدمہ نمبر 486/09 جرم 14 فارنر

ایکٹ تھانہ لوئر مال اور ضیاء الحسن کے خلاف مقدمہ نمبر 09/487 بجرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ لوئر مال جبکہ گرینڈ آپریشن کے دوران مورخہ 09-05-24 کو نواب علی وغیرہ 10 کس کے خلاف مقدمہ 09/760 جرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ لوئر مال درج رجسٹر کئے گئے مزید نگرانی جاری ہے۔اگر کوئی غیر قانونی افغان باشندہ رہائش پذیر پایا گیا تو اس کے خلاف بھی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ایس پی سٹی کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے اپنے علاقہ میں غیر قانونی رہائش پذیر افغانیوں کے خلاف مقدمہ نمبر 09/475 جرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ شفیق آباد درج رجسٹر کیا گیا۔

(ب) افغان باشندوں پر کڑی نگرانی جاری ہے۔جہاں ان کی آبادیاں ہیں وہاں پر سفید پار جات میں بھی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔اگر یہ افغان باشندے کسی بھی جرائم میں ملوث پائے جاتے ہیں تو ان کے خلاف متعلقہ تھانہ میں مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت افغان باشندوں کے خلاف جو کہ غیر قانونی طور پر کسی بھی جگہ آباد ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کر رہی ہے اور غیر قانونی طور پر آباد افغان باشندوں کے خلاف جرم 14 فارنر ایکٹ کے مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! افغانستان کے جو باشندے لاہور میں رہائش پذیر ہیں ان کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے تیرہ افغان باشندوں کے خلاف FIR کاٹی ہے، آیا وہ تیرہ افغان باشندے deport کر دیئے گئے ہیں یا وہ ابھی بھی لاہور میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال میں یہی پوچھا گیا تھا کہ افغان باشندے یہاں پر رہائش پذیر ہیں اور مختلف جرائم میں ملوث ہیں تو ان کے خلاف کیا کیا کارروائی ہوئی ہے؟ اس کارروائی کی مکمل تفصیل دی گئی ہے اس سے further action کے حوالے سے چونکہ سوال میں پوچھا نہیں گیا تھا اس لئے اس کی تفصیل نہیں ہے لیکن محترم نوید انجم جو چیز inquire کر رہے ہیں اس کی تفصیل میں ابھی department سے لے کر انہیں دے دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! نور محمد کے خلاف 2009-04-09 کو لوئر مال تھانے میں مقدمہ درج کیا گیا، ضیاء الحسن کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور نواب علی بشمول دس عدد اور افراد تھے جن کے نام ظاہر نہیں کئے گئے۔ یہ تین مقدمے foreign act کے تحت درج کئے گئے جب یہ بندے پکڑے

گئے اور پتا چل گیا کہ یہ افغان باشندے تھے تو میرا سوال یہ ہے کہ آیا ان کو deport کیا گیا یا ان کو چھوڑ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر کا concern بالکل درست ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ جب مقدمہ درج ہوتا ہے تو پھر اس آدمی کو جیل جانا ہوتا ہے اس کے بعد اس مقدمے میں ضمانت، سزا یا اس مقدمے کے dispose of ہونے کے بعد کسی ملزم کو وہاں سے deport کرنے یا expell کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو یہ مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں یا ان کو کوئی سزا ہوئی ہے تو وہ اپنی سزا پوری کر رہے ہیں تو اس کے متعلق تفصیل میں ابھی department سے لے کر انہیں پہنچا دیتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ افغان باشندوں پر کڑی نگرانی جاری ہے جہاں ان کی آبادیاں موجود ہیں۔ جب افغان باشندوں کا مسئلہ بنا تو بارڈر کے قریب ان کے کیمپ بنائے گئے تھے اور اس کے بعد بھی ان کو وہیں تک محیط کرنے کی کوشش بھی رہی ہے تو وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق جو افغان باشندے لاہور میں رہ رہے ہیں تو کیا یہ قانونی طور پر یہاں رہ رہے ہیں اور اگر یہ قانونی طور پر نہیں رہ رہے تو کیا ان کو نکالنے کے لئے کوئی effort کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کوئی شخص چاہے وہ افغان ہو یا کسی اور ملک سے تعلق رکھتا ہو بغیر اجازت کے نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ foreigner act 14 ہے اور یہ باقاعدہ ایک جرم ہے اس کے تحت جو بھی آدمی پکڑا جائے گا اس کے خلاف مقدمہ درج ہو گا اور وہ جیل جائے گا اور عدالت اسے کسی بھی طرح کی سزا دے سکتی ہے۔ یہ بھی کر سکتی ہے کہ اسے صوبے سے باہر بھیج دیا جائے یا قید کی سزا دی جا سکتی ہے اس لئے کسی بھی آدمی کا بغیر قانونی اجازت رہنا جرم ہے۔

جناب سپیکر: کیا foreigner آپ کے ملک میں جائیداد خرید سکتا ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے ایک سوال ہے اس کی تفصیل میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر وہ رہ ہی نہیں سکتے تو پھر نگرانی کس چیز کی کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ قانونی اجازت کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا باشندہ جس کے پاس ویزہ ہے اور نہ حکومت پاکستان نے اجازت دی ہے وہ رہ ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، وہ اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسے اجازت ملی ہوگی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب کے پاس ایسا اختیار ہے کہ وہ حکومت کی اجازت کے ساتھ لاہور میں رہ رہے ہیں۔ افغانی ہزاروں کی تعداد میں لاہور میں رہ رہے ہیں۔ وہ مختلف مارکیٹوں میں کام کر رہے ہیں اور مختلف اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ کیا وہ یہ سارے کام لاہور میں قانونی طور پر کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ غیر قانونی طور پر کوئی نہیں رہ سکتا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قبائلی علاقوں کے لوگ یہاں پر قانونی طور پر قیام پذیر ہو سکتے ہیں۔ ان کی اور افغانیوں کی زبان اور شکلیں ملتی جلتی ہیں۔ انتظامیہ کو نگرانی اس بات کی رکھنی پڑتی ہے کہ ان کی آڑ میں کوئی آدمی نہ رہ رہا ہو۔ اس کے علاوہ جو Alien Registration Authority وفاقی ادارہ ہے وہ ان لوگوں کو جن کا تعلق افغانستان سے ہے، ان میں سے کچھ لوگوں کو انہوں نے یہاں رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن اس کا تعلق پنجاب حکومت سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق افغان باشندے بہت بڑی تعداد میں تھانہ سبزہ زار کے علاقہ ڈبن پورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ اسی وجہ سے اس تھانہ کے تمام علاقوں میں جرائم کی شرح انتہائی زیادہ ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کو information ہونی چاہئے اور ان کے خلاف action ہونا چاہئے اور انہیں چیک کیا جانا چاہئے جیسا کہ تھانہ لوئر مال میں تیرہ افغانیوں کے خلاف پرچے درج کئے گئے، کیا تھانہ سبزہ زار میں ایسی کارروائی نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: جہاں کہیں بھی کوئی جرم ہوگا تو کارروائی ہوگی۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ایسے لوگ جن کا قبائلی علاقوں سے یا صوبہ خیبر پختون خواہ سے تعلق ہے وہ یہاں لاہور میں کافی تعداد میں رہ رہے ہیں لیکن ان کا ایک جائز آئینی حق ہے کہ وہ پاکستانی شہری ہونے کے ناتے جہاں بھی رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دہشتگردی کی موجودہ لہر کے پیش نظر ان آبادیوں میں بہت زیادہ سرچ آپریشن کئے گئے ہیں۔ میں اب کافی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ وہاں اس قسم کے لوگ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: سوال نمبر 3302۔

اضافی کوالیفکیشن کے حامل پولیس کانسٹیبلز کے لئے ایڈوانس انکریمنٹ کا مسئلہ

*3302: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت ایف اے، بی اے اور ایم اے پاس پولیس کانسٹیبلز کو ان کی اضافی کوالیفکیشن کی وجہ سے ایک ایڈوانس انکریمنٹ دینے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

حکومت پاکستان نے سال 2001 میں revised پے سکیل جاری کرتے وقت اضافی تعلیم کی بنیاد پر دی جانے والی اضافی /ایڈوانس انکریمنٹ ختم کر دی ہے ان ہدایات کا اطلاق پنجاب کے تمام محکموں (بشمول پنجاب پولیس) پر لاگو ہوتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کے پہلے حصے میں، میں نے پوچھا تھا کہ اضافی qualification پر حکومت increments دینے کو تیار ہے۔ اس کا جواب تو نہیں آیا لیکن انہوں نے جو اس کو بند کیا ہے اس کی وجہ لکھی ہے۔ اس پر میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2001 میں جو revised pay scale جاری کیا گیا تھا وہ تو تمام ملازمین کے لئے تھا۔ اس میں اضافی تعلیم پر increment کو کیوں بند کیا گیا تھا؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پاکستان نے سال 2001 میں revised pay scale جاری کرتے وقت اضافی تعلیم کی بنیاد پر دی جانے والی اضافی ایڈوانس increment ختم کر دی ہے۔ اس کا اطلاق بشمول پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ پر بھی ہوتا ہے۔ اس میں معاملہ یہ تھا کہ ایک وقت تھا کہ اس بات کی ضرورت تھی کہ پڑھے لکھے لوگ اس طرف راغب ہوں۔ ان کے لئے incentive رکھا

گیا تھا۔اب صورتحال یہ ہے کہ ایک کانسٹیبل کے لئے میٹرک تک تعلیم لازمی ہے لیکن لڑکے ایم اے اور بی اے آرہے ہیں اس لئے اب اس incentive کی ضرورت نہیں ہے لہذا یہ چیز ختم کر دی گئی ہے اور حکومت پنجاب کا اسے دوبارہ سے شروع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو اضافی تعلیم کے حامل ملازمین وہاں پر ہیں ان کی ترقی کے لئے بھی کوئی علیحدہ طریق کار ہے یا وہ سنیارٹی کی بنیاد پر ہی ترقی پاتے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو پوری طرح سے debate کیا گیا ہے اور یہ advisable نہیں ہے کہ آپ اس بنیاد پر ان کو ترقی کے مواقع دیں کیونکہ آخر جن لوگوں نے میٹرک کیا ہے انہوں نے بھی تو کہیں نہ کہیں ملازمت اختیار کرنی ہے، اگر اضافی تعلیم والے لوگ وہاں پر آجائیں گے تو پھر وہ لوگ کہاں جائیں گے؟

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: سوال نمبر 3305۔

تحصیل ٹیکسلا سے غیر قانونی رہائش پذیر افغان مہاجرین کے خلاف کارروائی

*3305: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16۔اپریل 2009 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جمیل آباد، ٹیکسلا اور چوک سرائے کالا تحصیل ٹیکسلا (راولپنڈی) کے سٹاپوں پر کھڑے کافی ملازم پیشہ افراد کو صبح کے وقت سات مسلح افراد نے لوٹ لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں افغان مہاجرین کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے یہ علاقہ غیر محفوظ ہے اور آئے دن ڈکیتی وچوری کی وارداتیں روزانہ کا معمول بن چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس علاقہ میں رہائش پذیر غیر قانونی افغان مہاجرین کے خلاف کارروائی کرنے اور چوری وڈکیتی کی روک تھام کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) خبر زیر بحث میں کوئی صداقت نہ ہے کیونکہ کسی شخص نے زبانی یا تحریری طور پر مقامی پولیس تھانہ ٹیکسلا کو اس وقوعہ کے بارے میں کوئی اطلاع نہ دی ہے۔ایس ایچ او تھانہ ٹیکسلا نے اپنے طور پر پتا جوئی کی لیکن وقوعہ کی تصدیق نہ ہو سکی ہے۔

(ب) گزشتہ ماہ تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں چند وارداتیں ہوئی ہیں جن کے ملزمان پٹھان تھے جن کو گینگ کے سرغنہ معروف شاہ کے ہمراہ گرفتار کرکے چالان عدالت کیا گیا ہے۔

(ج) انہی وارداتوں کے پیش نظر ایلیٹ فورس و دیگر بھاری نفری پولیس کے ذریعے سرچ آپریشن کیا گیا ہے جس کی وجہ سے تھانہ ٹیکسلا میں اس قسم کی وارداتوں پر قابو پالیا گیا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا افغان مہاجرین کو کیمپوں تک محدود رکھنے کا کوئی پروگرام ہے اور کیا جو افغان مہاجرین کیمپوں سے باہر دیگر علاقوں میں ہوتے ہیں ان کے خلاف foreign act کی دفعات کے تحت حکومت پنجاب کوئی کارروائی کرتی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں legal position بالکل واضح ہے کہ Alien Registration Authority جن لوگوں کو سمجھے اور اپنا کارڈ جاری کرے وہ لوگ تو رہ سکتے ہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی بھی فرد خواہ اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی legal right ہے کہ وہ رہ سکے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ جو لوگ بغیر سفری کاغذات کے دیگر علاقوں میں گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، ہماری تحصیل ٹیکسلا میں تو یہ حالت ہے کہ آپ کو افغانستان معلوم ہوگا۔اسی وجہ سے ہمارے علاقے میں بہت زیادہ جرائم ہو رہے ہیں۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر ان افغان مہاجرین کے خلاف جو کہ بغیر سفری دستاویزات کے علاقوں میں پھر رہے ہیں foreign act کے تحت کارروائی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے علاقوں کی طرف اور اپنے کیمپوں کی طرف چلے جائیں گے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر نے کہا ہے کہ وہ لوگ بغیر سفری اجازت یا دستاویزات کے وہاں پر گھوم پھر رہے ہیں تو یقیناً وہ جرم ہے اور متعلقہ حکام کی ذمہ داری ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے جس علاقے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اس کے

متعلق حکومت ہدایات جاری کرے گی کہ وہاں پر اس قانون کی عملداری کو مؤثر کیا جائے۔ یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں میں ان سے کہوں گا ویسے انہوں نے نوٹ بھی کر لیا ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 3345۔

لاہور۔ یکم جنوری تا یکم مئی 2009 خواتین پر تیزاب پھینکنے و جلانے کی تفصیلات

*3345: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری تا یکم مئی 2009 لاہور میں کتنی خواتین کو زندہ جلانے کے خلاف کتنے لوگوں پر مقدمات چلائے گئے؟

(ب) یکم جنوری تا یکم مئی 2009 لاہور میں کتنی خواتین پر تیزاب پھینکنے والوں کے خلاف کتنے مقدمات چلائے گئے؟

(ج) جلائی جانے والی خواتین اور جن خواتین پر تیزاب پھینکا گیا کتنے لوگوں کو سزا یافتہ قرار دے کر جیل بھجوایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) عرصہ متذکرہ کے دوران مقدمہ نمبر 574/09 مورخہ 10-06-09 جرم 302 ت پ تھانہ نشتر کالونی برخلاف بوٹا عرف وکی درج ہوا جبکہ دوسرا مقدمہ نمبر 389/09 مورخہ 16-03-09 جرم 302 ت پ تھانہ گجرپورہ بر خلاف شہزاد اللہ درج ہوا۔ تیسرا مقدمہ نمبر 43/09 جرم 34/324/302 ت پ تھانہ گرین ٹاؤن درج رجسٹر ہوا۔ درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ب) ماہ جنوری تا یکم مئی 2009 میں مقدمہ نمبر 133/09 مورخہ 27-02-09 بجرم 109/324 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(ج) مقدمہ نمبر 389/09 جرم 302 ت پ تھانہ گجرپورہ میں ملزم شہزاد اللہ مورخہ 08-04-09 کو چالان ہوا اور مقدمہ زیر سماعت عدالت مجاز ہے جبکہ مقدمہ نمبر 574/09 بجرم 302 ت پ تھانہ نشتر کالونی زیر تفتیش ہے اور تیسرا مقدمہ نمبر 43/09 مورخہ 15-01-09 جرم 34/324/302 ت پ تھانہ گرین ٹاؤن لاہور درج رجسٹر ہوا۔ جس میں دوران تفتیش ملزم

مسمی حاکم علی ولد عاشق سکنہ بھٹہ نمبر 2 باگڑیاں گرین ٹاؤن لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے اور صحیح گنہگار پا کر حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ تاہم مقدمہ ہذا میں مورخہ 11-02-09 چالان مرتب ہوا جو جنرل نمبر 71DPP مورخہ 09-03-09 کو بغرض سماعت عدالت مجاز میں جمع ہو چکا ہے جس کی سماعت جاری ہے۔ مقدمہ نمبر 133/09 مورخہ 27-02-09 بجرم 324/149 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن رجسٹر ہوا۔ ملزم محمد افضل کو مقدمہ ہذا میں گنہگار پایا گیا۔ ملزم تاحال گرفتار نہ ہوا آئندہ ملزم مذکورہ کے خلاف اشتہار حاصل کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس جواب کے جز (الف) اور (ب) سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے خیال میں اس کا جواب درست نہیں ہے کیونکہ اس میں جلنے والی خواتین کے صرف تین مقدمات اور تیزاب پھینک کر جلنے والی خواتین کا صرف ایک مقدمہ بیان کیا گیا ہے جبکہ اگر ہم عورت فاؤنڈیشن کی رپورٹ دیکھیں تو اس کے مطابق اس طرح کے مقدمات کہیں زیادہ ہیں۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے آخری پیرا میں کہا گیا ہے کہ درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ سوال کے جواب کو موصول ہوئے تقریباً ایک سال دو ماہ ہو گئے ہیں اس لئے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان مقدمات کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے، اگر ہو گئی ہے تو اس کی کیا رپورٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! بتائیں کہ ابھی تک تفتیش مکمل ہو گئی ہے یا نہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے اور ان کے چالان عدالت کے سپرد ہو چکے ہیں۔ جہاں تک محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ یہ figure درست نہیں ہے تو رجسٹرڈ شدہ کیسوں کے مطابق یہ figure بالکل درست ہے۔ باقی اگر کوئی victim تھانے میں رپورٹ نہ کرے اور اپنے علاج معالجے کے لئے کسی NGO کو رپورٹ کرے یا NGO اپنے لئے اس figure کو بڑھائے تو وہ علیحدہ معاملہ ہے لیکن جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کی تعداد یہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ جز (ج) کے آخر میں کہا گیا ہے کہ جرم ثابت ہو گیا ہے لیکن ملزم محمد افضل گرفتار نہیں ہو سکا کیا وہ ملزم

اب گر فتار ہو چکا ہے، دوسرا یہ کہ جو خواتین جل جاتی ہیں یا جن پر تیزاب پھینکا جاتا ہے کیا حکومت ان کی rehabilitation یا ان کو روزگار فراہم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے میری زیر صدارت ایک سب کمیٹی ہے اس میں heinous offences جن میں اغواء برائے تاوان، terrorism اور acid throwing یا اس قسم کے cases ہوتے ہیں اُن کا ہم monthly review لیتے ہیں اور آج سے کوئی سات آٹھ ماہ قبل یہ trend پایا گیا کہ acid throwing کے مقدمات بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس کمیٹی نے ایک فیصلہ کیا جس کو بعد میں حکومت نے approve کیا کہ acid throwing کے مقدمات میں ATA-7 کا اطلاق کیا جائے اور ساتھ اس بات کو ensure کیا گیا کہ ایسے مقدمات میں اگر کوئی ملزم within week گرفتار نہیں ہوتا تو متعلقہ SHO اور SDPO کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔ ATA-7 کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان cases میں بعد میں 100 فیصد compromise ہو جاتا ہے۔ ان cases میں بہت سارے ملزمان گھر کے لوگ ہوتے ہیں یعنی کسی مقدمے میں خاوند، کسی میں بھائی یا کسی میں کوئی اور ہوتا ہے۔ ATA-7 کا اطلاق اس لئے کیا گیا تاکہ اس طرح کا مقدمہ بعد میں compromise نہ ہو سکے۔ جتنے مقدمات کو compromise کر کے فائل کیا گیا تھا ان کو دوبارہ سے کھولا گیا اور کہا گیا کہ اُن ملزمان کو چالان کیا جائے۔ اس وقت position یہ ہے کہ recent month میں کوئی case رپورٹ نہیں ہوا اور اس بارے میں جب action لیا گیا تو اُس کے بعد ان cases کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کمیٹی کی recommendation پر یہ اعلان کیا اور اب تک بھی یہ commitment ہے کہ کوئی بھی خاتون تیزاب پھینکنے یا جلنے کی وجہ سے disable ہو جائے گی تو حکومت اس کو گزارا الاؤنس دے گی اور اگر اس خاتون کی پلاسٹک سرجری یا مزید علاج معالجے کی ضرورت ہو گی تو سارا خرچہ چاہے اندرون ملک ہو یا بیرون ملک وہ حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: On his behalf سوال نمبر 3548 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں پولیس سٹیشن کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3548: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع خانیوال میں کل کتنے پولیس سٹیشن اور پولیس چوکیاں ہیں اور ان میں کتنی پولیس نفری موجود ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ضلع خانیوال میں پولیس نفری مکمل ہے یا کم، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق نشاندہی کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع خانیوال میں 17 پولیس سٹیشن اور 02 چوکیات ہیں۔ان میں تعینات شدہ کل نفری کی تفصیل ذیل ہے:-

Const/525 HC/70 ASI/74 SI/83 Insp/20

(ب) ضلع خانیوال میں موجود پولیس نفری مکمل نہ ہے۔کمی نفری کی تفصیل ذیل ہے:-

Insp	SI	ASI	H C	Const	نام تھانہ	نمبر شمار
01	-	04	05	19	تھانہ سٹی خانیوال	1
- -	- -	01	- -	- -	تھانہ صدر خانیوال	2
- -	- -	02	- -	- -	تھانہ خانیوال کہنہ	3
- -	01	02	- -	- -	تھانہ کچا کھوہ	4
- -	- -	02	- -	- -	تھانہ مخدوم پور	5
- -	- -	04	03	12	تھانہ سٹی کبیر والا	6
- -	- -	02	- -	- -	تھانہ صدر کبیر والا	7
- -	- -	04	- -	- -	تھانہ نواں شہر	8
- -	01	04	- -	- -	تھانہ عبدالحکیم	9
- -	01	03	01	- -	تھانہ سرائے سدھو	10
- -	- -	04	- -	- -	تھانہ حویلی کورنگا	11
01	- -	05	04	14	تھانہ سٹی میاں چنوں	12
- -	- -	03	- -	- -	تھانہ صدر میاں چنوں	13
- -	- -	03	- -	- -	تھانہ تلمبہ	14
- -	- -	04	01	- -	تھانہ چھب کلاں	15
- -	- -	05	- -	- -	تھانہ جہانیاں	16
02	03	05	04	36	تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد	17

18	چوکی عاقل تھانہ کچا کھوہ	03	- -	02	- -	- -
19	چوکی بڈہ کوٹ تھانہ صدر کبیروالا	07	01	02	01	- -
	کل میزان	91	19	61	07	04

نوٹ: تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد حال ہی میں منظور ہوا ہے جس کی نفری ابھی منظور نہ ہوئی ہے جبکہ دیگر تھانہ جات سے نفری تعینات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مختلف تھانوں میں کانسٹیبلان اور باقی نفری کی جو کمی بتائی گئی ہے کیا یہ اب تک پوری کر دی گئی ہے؟ اس کا جواب 27۔جولائی 2009 کو آیا ہے اور جواب میں بھی لکھا ہے کہ کمی پوری کر دی جائے گی۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ انسپکٹر سے نیچے سب انسپکٹر SHO تعینات نہیں ہوگا تو جن تھانوں میں انسپکٹر نہیں ہیں کیا وہاں پر انسپکٹر تعینات کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیر علی خان صاحب نے جہاں تک کمی سے متعلق بات کی ہے تو موجودہ حکومت بتدریج کمی کو پورا کرنے کے لئے نئی اسامیاں create کر کے بھرتی کا عمل شروع کئے ہوئے ہے جس میں اے ایس آئی صاحبان اور انسپکٹر صاحبان کی بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا گیا ہے اور کانسٹیبلان کی بڑے شفاف طریقے سے بھرتی کی جا رہی ہے۔ بہر حال ابھی general shortage تقریباً تمام اضلاع میں ہے لیکن اسے عنقریب پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں تک انسپکٹر اور سب انسپکٹر کا معاملہ ہے تو پولیس آرڈر 2002 میں کہا تو یہ گیا کہ اس کو بڑا سادہ اور اختیارات کو devolve کیا جا رہا ہے لیکن ہوا یہ کہ انہوں نے administrative structure کو اتنا heavy کر دیا کہ جو ضلع ایک SSP سے چلتا تھا اب وہاں پر چار چار DIG ہیں اور SP حضرات کا کوئی حساب ہی نہیں ہے اسی لئے جہاں پر کمی ہے وہاں پر سیٹیں بھی خالی ہیں۔ اب موجودہ حکومت پولیس آرڈر 2002 کو amend کرنے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک نیا پولیس ایکٹ 2010 لانے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر کام ہو رہا ہے لہذا اس میں ان چیزوں کو take care کیا جائے گا۔ بہر حال موجودہ پولیس آرڈر میں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ فلاں جگہ پر DIG رینک کا آدمی لگے گا، فلاں جگہ پر SP یا انسپکٹر رینک کا آدمی لگے گا اس لئے ہم کچھ amendments بہت جلد لا رہے ہیں جن سے یہ صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تھانوں میں جیسے حوالدار، اے ایس آئی یا سب انسپکٹر ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے اور ان سے چوبیس گھنٹے کام لیا جاتا ہے۔ جب ان سے چوبیس گھنٹے کام لیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ان کی progress slow ہوگی، کیا حکومت اس پر غور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی تجویز بہت اچھی ہے لہذا آپ اس کو rules کے اندر incorporate کروائیں اس سے بہتری آئے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ماشاء اللہ ہماری پولیس نے ایک progress کی ہے کہ بڑے خطرناک مجرم پکڑے ہیں جن کے لئے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ انہیں کوئی incentive وغیرہ دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اس سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں صورتحال کوئی اتنی زیادہ مایوس کن بھی نہیں ہے بہر حال اب position یہ ہے کہ دنیا میں 350 افراد کے اوپر ایک پولیس آفیشل کی ratio ہے جبکہ پاکستان میں 523 اور انڈیا میں 438 ہے یعنی ہم دنیا سے تھوڑا زیادہ لیکن انڈیا کے قریب قریب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے دو سال میں اس ratio کو بتدریج بین الاقوامی سطح پر لانے کا موجودہ حکومت کا پروگرام ہے جس کے لئے بھرتی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: سوال نمبر 3591۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ کڑانہ ضلع سرگودھا میں ایس ایچ اوز کی تعیناتی و تبدیلی و دیگر تفصیلات

*3591: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کے تھانہ کڑانہ میں گزشتہ ایک سال سے اب تک کون کون بطور ایس ایچ او تعینات رہا ہے؟

(ب) ہر ایک ایس ایچ او کی عرصہ تعیناتی کتنا ہے؟

(ج) کیا وجہ ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں اتنے ایس ایچ او صاحبان تعینات ہوتے رہے ہیں اور بہت ہی کم عرصہ میں ان کو تبدیل کیا جاتا رہا ہے؟

(د) کیا اس اکھاڑ پچھاڑ کی وجہ سے ہی جرائم کو کنٹرول نہیں کیا جا سکا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس پالیسی کو تبدیل کر کے قواعد کے تحت میعاد پورا کرنے کی اجازت دے گی تا کہ تھانہ کی کارکردگی بہتر ہو سکے اور عوام کو جلد انصاف مہیا ہو سکے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

1) ایس آئی عارف حسین 288/S
2) ایس آئی اعجاز احمد 57/S
3) انسپکٹر امیر جنان 52/S
4) انسپکٹر محمد رفاقت 295/S
5) ایس آئی منظور حسین 65/S
6) انسپکٹر صفدر عباس 131/S
7) انسپکٹر خان امیر 266/S

(ب)

1) ایس آئی عارف حسین 288/S 3-7-08 تا 6-10-08

2) ایس آئی اعجاز احمد 57/S 6-10-08 تا 6-11-08
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)

3) انسپکٹر امیر جنان 52/S 19-11-08 تا 18-2-09
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)

4) انسپکٹر محمد رفاقت 295/S 15-4-09 تا 25-04-09
(ذاتی استدعا پر تبدیل ہوا)

5) ایس آئی منظور حسین 65/S 25-4-09 تا 8-5-09
(بمطابق نوٹیفکیشن جناب IGP تبدیل ہوا)

6) انسپکٹر صفدر عباس S/131 8-5-09تا10-7-09
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)

7) انسپکٹر خان امیر S/266 21-7-09تا حال

(ج) عدالت عالیہ کے حکم پر جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے وہ تبدیل کئے گئے۔اس کے علاوہ سب انسپکٹر صاحبان IGP صاحب پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق "سب انسپکٹر عہدہ کے افسران کو SHO تعینات نہ کیا جائے" پر تبدیل کئے گئے۔

(د) یہ غلط ہے کہ جرائم کنٹرول نہ کئے جا سکے ہیں۔اس عرصہ کے دوران تھانہ کڑانہ میں 14 اشتہاری ملزمان کیٹیگری A اور 69 ملزمان کیٹیگری B گرفتار کئے گئے۔430 مقدمات کے چالان داخل عدالت کئے گئے۔11 گینگ کی سرکوبی کی گئی۔11 ملزمان گرفتار کئے گئے۔ 19 مقدمات ٹریس کئے گئے اور -/7,25,050 کا مال مسروقہ برآمد کیا گیا۔گزشتہ سال کے عرصہ میں 62 مقدمات اسلحہ کا اندراج کیا گیا اور 62 ملزم گرفتار کئے گئے،08 رائفلیں، 19 بندوقیں، 31 پسٹل، 02 ریوالور، 02 کاربائن اور 195 کارتوس برآمد ہوئے۔اسی عرصہ میں منشیات کے 62 مقدمات درج ہوئے، 64 ملزمان گرفتار ہوئے، 10334 گرام ہیروئن، 13968 گرام چرس، 120 گرام افیون، 588 لیٹر شراب اور 08 چالو بھٹیاں برآمد ہوئیں۔

(ہ) SHOs کی بار بار ٹرانسفر حکومت کی پالیسی کے مطابق نہ کی گئی ہے بلکہ عالت عالیہ کے حکم کے مطابق جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے وہ تبدیل کئے گئے۔اس کے علاوہ سب انسپکٹر صاحبان آئی جی صاحب کے نوٹیفکیشن کے مطابق کہ سب انسپکٹر عہدہ کے افسران کو ایس ایچ او تعینات نہ کیا جائے، کو تبدیل کیا گیا ہے حکومت کی کوئی ایسی پالیسی نہ ہے کہ ایس ایچ او صاحبان کو بار بار تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے اس سوال میں ضلع سرگودھا کے تھانہ کڑانہ کے حوالے سے پوچھا تھا کہ وہاں پر SHO صاحبان کی تعیناتی کا عرصہ تین چار ماہ سے زیادہ نہیں ہے۔انہوں نے جز (ب) میں سات بندوں کا بتایا ہے جبکہ اب تک مزید دو بندے کم عرصہ تعیناتی پر change کر دیئے گئے ہیں۔ان کا جواب 16-جون 2010 تک ہے جو نامکمل ہے اور مزید بندے کم عرصہ تعیناتی پر انہوں نے change کر دیئے ہیں بلکہ زیادہ تر بحکم عدلیہ ہی مقدمات درج

ہوئے جن پر ان کو تبدیل کر دیا گیا تو انہیں ایسے اچھے افسران نظر نہیں آ رہے تھے جن کی تعیناتی کی جائے اور جن پر عدلیہ کے مقدمات بار بار درج نہ ہوں۔

دوسرا یہ ہے کہ عدلیہ کی طرف سے مقدمہ درج ہوا تو کیا اس پر انہیں کوئی سزا ہوئی ہے یا انہیں بری الذمہ قرار دے دیا گیا ہے؟

تیسرا یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس سوال کے جز(ج) میں جرائم کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ کافی حد تک کنٹرول کیا ہے جبکہ وہاں پر بہت سارے ایسے مقدمات بھی ہیں جن کے پرچے درج نہیں کئے جاتے حالانکہ موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ پرچے free درج کئے جائیں لیکن اس پالیسی کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے اور یہاں پر خاص طور پر منشیات کے مقدمات کے حوالے سے دیئے گئے اعداد و شمار میں بھی تضاد ہے اور یہ صحیح معنوں میں نہیں ہے اور کیا ان مقدمات کا چالان عدالت میں داخل ہو گیا ہے، کیا ان ملزمان کو سزا ہو چکی ہے، اگر ہو چکی ہے تو وہ کتنی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر! اس حوالے سے میرے علم میں آیا ہے کہ اکثر لوگ بری ہو چکے ہیں اور جب بری ہو جائیں تو پھر محکمہ اپنے اس متعلقہ افسر کے خلاف action لیتا ہے جس نے منشیات کا مقدمہ بنایا ہوتا ہے اور اپنی کارروائی مکمل کرنے کے لئے اکثر منشیات کے جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں کیونکہ پولیس کو targets دیئے جاتے ہیں کہ اتنے مقدمات ناجائز اسلحہ اور اتنے منشیات کے بنائے جائیں تو کیا اس سوال کے جواب میں یہ واضح نہیں ہو رہا ہے کہ یہ جرائم کنٹرول نہیں کر پا رہے جس کی وجہ سے پولیس کے افسران کی تعیناتی کا عرصہ کم سے کم رکھا گیا ہے تو میرا یہی ایک سوال ہے؟

معزز ممبران: جناب سپیکر! اس میں سوال تو کوئی پوچھا ہی نہیں گیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے آخر میں سوال پوچھ لیا ہے کہ کیا اسی جواب میں یہ واضح نہیں ہو گیا کہ عرصہ تعیناتی کی کم وجہ کیا ہے کیونکہ میں نے یہی پوچھا تھا کہ عرصہ تعیناتی کم اس لئے ہے کہ افسران تبدیل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے جرائم کنٹرول نہیں ہو رہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ایسی وجہ نہیں ہے تو میں نے ضمنی سوال میں تفصیل کے ساتھ یہ پوچھا ہے اور یہ چیز واضح کی ہے اور ثبوت دیا ہے کہ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے وہاں پر جرائم کنٹرول نہیں ہو رہے تو اس سلسلے میں کیا لاء منسٹر صاحب اپنی پالیسی واضح فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ضمنی سوال میں ہی پورا ٹائم گزار دیا ہے اس لئے اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عامر سلطان چیمہ صاحب نے ایک general observation دی تو بہر حال میں ان سے اس بارے میں اختلاف نہیں کرتا کہ بعض افسران کی general performance درست نہیں ہوتی جس وجہ سے انہیں پھر بعد میں سروس میں بھی اور عدالتوں میں بھی complications آتی ہیں لیکن اس کا ایک general view اس طرح سے ہے کہ 2010 میں درج شدہ مقدمات کی تعداد دو لاکھ 59 ہزار 375 ہے اور ان میں سے ایک لاکھ 85 ہزار 790 مقدمات چالان ہو کر عدالتوں میں سماعت کے لئے گئے ہیں جبکہ اس دوران ایک لاکھ 10 ہزار 126 مقدمات کا فیصلہ سنایا گیا جن میں سے 57 ہزار 467 جو کہ 52 فیصد بنتا ہے، مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی اور 48 فیصد مقدمات میں ملزمان بری ہوئے لیکن بری ہونے والے مقدمات میں سے overwell تعداد یہ ہے کہ وہاں پر گواہ اپنے بیان سے منحرف ہو گئے یا فریقین کا compromise ہو گیا۔ گواہوں کا انحراف بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو compromiseable offence ہوتے ہیں ان میں compromise داخل ہو جاتا ہے اور جو compromise نہیں ہونے ہوتے تو وہاں پر پھر گواہوں کو منحرف کرا دیا جاتا ہے تو اس طرح سے یہ general performance اتنی مایوس کن نہیں ہے لیکن بہر حال جن observations کا انہوں نے اظہار کیا ہے تو حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ پولیس کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3695 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس ویلفیئر فنڈ کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*3695: جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ سے اس وقت صوبہ میں کون سے منصوبے چلائے جا رہے ہیں اور کون کون سے زیر تکمیل ہیں ان کے نام، تخمینہ لاگت اور دیگر تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ فنڈز سے دوران ملازمت معذور اور شہید ہونے والے ملازمین کی 08-2007 میں کتنی امداد دی گئی؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈز سے بنائے جانے والے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ پولیس ویلفیئر فنڈز سے 1953 سے پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ لاہور میں چلایا جا رہا ہے جس کی آمدنی فلاحی منصوبہ جات پر خرچ کی جاتی ہے۔

2۔ مندرجہ ذیل اضلاع میں پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈ سے پولیس ملازمین اور پبلک کے بچوں کی بہتر تعلیم کے حصول کے لئے بیکن ہاؤس سکول سسٹم کے اشتراک سے دی ایجوکیٹرز پولیس پبلک سکولوں کے منصوبے چلائے جا رہے ہیں جن کی تفصیل اور تخمینہ لاگت حسب ذیل ہے:-

I	ڈیرہ غازی خان	8050000/-
II	ملتان	6470000/-
III	بہاولپور	419500/-
IV	سرگودھا	6850000/-
V	فیصل آباد/جھنگ	4010000/-
VI	راولپنڈی	2510000/-

پولیس ویلفیئر فنڈز سے ملازمین کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سکالرشپ میں نمایاں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بچے ملک کے مفید شہری بنیں اور ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

3- گزارا الاؤنس: پولیس ویلفیئر فنڈز سے تقریباً 4 ہزار بیوگان اور معذور پولیس ملازمین کی ماہانہ امداد کے سلسلہ میں حال ہی میں بڑھتی ہوئی مہنگائی سے نمٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے نمایاں ماہانہ اضافہ -/2000 سے بڑھا کر -/3000 کر دیا گیا ہے۔

4۔ جہیز فنڈ: پولیس اپنے ملازمین کی بیٹیوں کی شادی پر اس فنڈ سے مالی امداد فراہم کرتی ہے جن کی سالانہ تعداد تقریباً -/3000 سے زائد ہے اور ان پر 7 کروڑ سے اخراجات کئے جاتے ہیں ریٹ درج ذیل ہیں۔

I-حاضر سروس ریٹائرڈ ملازمین	25000/-
II-بیوگان	35000/-

5۔ کفن دفن / فوری امداد: حاضر سروس ملازمین میں سے اگر کوئی ملازم وفات / شہادت پا جاتا ہے تو ان کے ورثا کو فوری طور پر پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے مبلغ -/25000 روپے دیئے جاتے ہیں۔

6- ایک اضافی تنخواہ بطور انعام بوقت ریٹائر منٹ: محکمہ ہذا اپنے ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے بوقت ریٹائر منٹ ایک مکمل تنخواہ (بنیادی تنخواہ مع الاؤنسز) بطور انعام دیتا ہے۔

7- مالی امداد برائے علاج معالجہ:- پولیس ویلفیئر فنڈ اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنے ملازمین کو علاج و معالجہ کی سہولیات بہم پہنچانے میں سرگرم عمل ہے۔اس ضمن میں وہ ملازمین واہلکاران جو مختلف مہلک امراض مثلاً کینسر، امراض دل، ہیپاٹائٹس و دیگر عوارض میں مبتلا ہونے کی بناء پر مہنگی ادویات کے اخراجات کو اپنی قلیل تنخواہ میں علاج کی سکت نہ رکھتے ہوں ان کو مستند ڈاکٹرز کی ہدایات کی روشنی میں قواعد و ضوابط کے مطابق مناسب مالی امداد کی جاتی ہے۔

(ب) دوران ملازمت معذور اور شہید ہو جانے والے پولیس ملازمین لواحقین کو پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے فوری امداد/کفن دفن کی مد میں مبلغ -/25000 روپے اور اس کے علاوہ کمپنسیشن رولز 1989 سے بیشتر شہید اکو مبلغ -/3000 روپے ہر ماہ گزارا الاؤنس کی مد میں ویلفیئر فنڈ سے دیئے جاتے ہیں علاوہ ازیں حکومت پنجاب کے احسن اقدامات سے ایک انتہائی مثبت اور اچھا قدم یہ ہے کہ دوران ڈیوٹی شہید ہونے والے ملازمین کے لواحقین کی امداد کو مبلغ 5 لاکھ سے بڑھا کر 20 لاکھ کی گرانٹ مع مکمل تنخواہ جات 60 سال کی عمر تک اور بعد ازاں بیوہ کو مکمل پنشن (زندہ ملازمین کے مطابق) اور جبکہ معذور ہونے والوں کو کمپنسیشن 2 لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ دیئے جانے کا ہے۔ علاوہ ازیں ان شہدا کے بچوں کو ابتدائی تعلیم سے ہائر ایجوکیشن کے تمام اخراجات حکومت پنجاب نے اٹھانے کا ذمہ لیا ہے۔ دوران ملازمت شہید ہونے و معذور ہونے والوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہاں کہا گیا ہے کہ لواحقین کی امداد کے لئے پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ کو بڑھا کر 20 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے تو یہ کب سے لاگو ہوا ہے کیونکہ ان کی طرف سے دی گئی فہرست میں ہے کہ 13 تاریخ کو شہید ہونے والے کانسٹیبل کو 5 لاکھ روپے دیئے ہیں اور 22 تاریخ کو شہید ہونے والے کو 20 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں تو یہ اسی مہینے میں at least شہید ہونے والوں کو ایک جیسی compensation ملنی چاہئے تھی۔

دوسرا انہوں نے جواب دیا ہے کہ پولیس ویلفیئر فنڈ سے صرف لاہور میں 1953 سے ایک پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ چل رہا ہے تو پولیس کے باقی اضلاع میں چلنے والے پمپ کس حیثیت میں چلائے جا رہے ہیں؟ ہمارے ضلع اٹک میں بھی پولیس کا ایک پمپ ہے اور اسی طرح میرے علم میں ہے

کہ راولپنڈی میں بھی ایک پٹرول پمپ ہے اور ہو سکتا ہے کہ باقی اضلاع میں بھی ہوں گے لیکن یہاں پر صرف ایک پٹرول پمپ کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے ذکر کیا ہے کہ کسی جگہ پر شہید ہونے والے پولیس آفیسر کو ایک ہی مہینے میں ایک جگہ پر پانچ لاکھ اور دوسرے کو20 لاکھ دیا گیا ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو وہ میرے notice میں لائیں کیونکہ ایسا بالکل نہیں ہے بلکہ پانچ لاکھ روپے پہلے تھا اور موجودہ حکومت نے آتے ہی اس رقم کو بڑھا کر 20 لاکھ روپے کیا اور اس کے بعد شہید ہونے والے کی سروس کے مطابق اس کے بچوں کو تنخواہ کے علاوہ ان کی تعلیم کا خرچہ اور اگر اس کی بیوہ یا کوئی بیٹا ملازمت کے قابل ہو تو اسے نوکری دی جاتی ہے اور یہ ایک پورا package ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک شہید ہونے والے کی فیملی کو اس کا نعم البدل یا اس sense میں compensate نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کی دنیاوی ضروریات کے حوالے سے یہ package کافی بہتر ہے۔

جہاں تک انہوں نے یہ کہا کہ ایک پٹرول پمپ کا ذکر ہے تو یہ اس طرح سے ہے کہ پولیس ویلفیئر فنڈ سے لاہور میں صرف ایک پٹرول پمپ چل رہا ہے جبکہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں انیس پٹرول پمپ ڈسٹرکٹ ویلفیئر فنڈ سے چل رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیل میں اسی کا ذکر ہے کہ ایک ہی ماہ میں شہید ہونے والے کسی کانسٹیبل کو پانچ لاکھ اور کسی کو 20 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں اور یہ ان کا اپنا ریکارڈ ہے اور اسے یہ چیک کر لیں۔ یہ بہت اچھا package ہے لیکن سب کو ایک جیسا ملنا چاہئے۔ شکریہ

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دوں اس سوال کے جواب میں ذکر پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر 20 لاکھ روپے کی گرانٹ کے package جس میں معہ مکمل تنخواہ 60 سال کی عمر تک اور بعد ازاں بیوہ کو مکمل پنشن زندہ ملازمین کے مطابق جبکہ معذور ہونے والوں کو compensation وغیرہ تو یہ بالکل سب کے لئے ہے اور اگر کسی جگہ پر اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو میں ان سے figure اور information لے لیتا ہوں اور پھر اس کا ازالہ کروایا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پولیس ویلفیئر کے پٹرول پمپ چاہے وہ ڈسٹرکٹ پولیس کے پاس ہیں یا پنجاب پولیس کے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو پولیس جو خود پٹرول خریدتی ہے وہ ان پمپوں سے نہیں لیتی اور باہر کے پمپوں سے contract کرتی ہے۔ دوسرا اس میں discretionary power DPO کے پاس ہے کہ وہ جسے مرضی ٹھیکہ دے دے کیونکہ یہ ویلفیئر کا پیسا ہے اور چونکہ یہ پمپ پنجاب حکومت کی زمین پر لگے ہوئے ہیں تو ان کے پنجاب level کے اوپر ٹھیکہ جات دینے کا ایک نظام ہونا چاہئے۔ میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہی ہے کہ کیا وہ ایک ایسا مرکزی نظام لانا چاہتے ہیں جس میں شفاف طریقے سے ان پمپوں کے contract کی نیلامی کی جائے اور دوسرا پولیس اپنا پٹرول اپنے ویلفیئر پٹرول پمپوں سے خریدے بجائے اس کے کہ باہر ٹھیکے دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب کی بات بہت اچھی ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): محترم بھائی نے جن دو points کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست اور جائز ہیں، اس کے متعلق اول تو سسٹم موجود ہوگا لیکن جیسا انہوں نے کہا کہ اسے provincialize کیا جائے تو اس پر حکومت غور کرے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3696 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع لاہور میں پولیس انسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3696: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ضلع لاہور کی پولیس میں کل کتنے انسپکٹر صاحبان تعینات ہیں؟

(ب) افسران مذکورہ بالا میں سے کتنے کے خلاف محکمانہ تحقیقات ہو رہی ہیں گزشتہ دو سال میں کتنے افسران کو معطل اور برطرف کیا گیا؟

(ج) کتنے پولیس افسران ایسے ہیں جن کو عدالت سے سزا ہوئی مگر آئی جی نے بحال کر دیا؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کل 273 انسپکٹر صاحبان تعینات ہیں جن میں سے 13 انسپکٹر زیر تبادلہ لاہور سے ضلع غیر و دیگر نوٹس ہائے ہیں جبکہ 5 انسپکٹران کو بعد پروموشن ضلع لاہور الاٹ نہ ہوا ہے۔

(ب) 5 انسپکٹروں کے خلاف محکمانہ تحقیقات ہو رہی ہیں نیز پچھلے 2 سال میں 37 انسپکٹر معطل اور 7 انسپکٹر کو ملازمت سے برطرف کیا گیا ہے۔

(ج) آپریشن ونگ میں تعینات انسپکٹران میں سے نہ تو کسی کو عدالت کی طرف سے سزا ہوئی ہے اور نہ ہی بحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

I am satisfied with the answer.

جناب سپیکر: شکریہ

SH. ALA-UD-DIN: Mr. Speaker Sir! She is satisfied but I am not satisfied.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا DPO انسپکٹر کو suspend کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ suspension کے لئے کہہ سکتا ہے، کر تو نہیں سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ میں کیوں پوچھ رہا ہوں، پھر میں آگے بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مختلف ranks کے مطابق مختلف آفیسروں کی اتھارٹی ہوتی ہے۔ اس ڈسٹرکٹ کا DPO اگر DIG rank کا ہو جس طرح لاہور، فیصل آباد، ملتان یا راولپنڈی میں ہیں تو وہ خود suspend کر سکتا ہے اور بصورت دیگر وہ اپنے RPO کو recommend کر سکتا ہے۔ عموماً there and then اس کی سفارش پر عملدرآمد کر دیا جاتا ہے۔ میں یہاں پر اس معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ 2010 میں کرپشن اور فرائض میں غفلت پر محکمانہ کارروائی

کرتے ہوئے اٹھارہ DSPs، 751 انسپکٹر، 4019 سب انسپکٹر، 20204 اسسٹنٹ سب انسپکٹرز ور 698 ہیڈ کانسٹیبلان کو نوکری سے برخاست، عہدہ کی تنزلی یا بنیادی تنخواہ میں کمی جیسی سخت سزائیں دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کرپشن کے 571 مقدمات پولیس ملازمین کے خلاف درج ہوئے اور 22 مقدمات ٹارچر کی وجہ سے درج کئے گئے ہیں۔ پولیس میں اس وقت سزا اور جزا کا طریق کار کافی active بھی ہے اور perfect بھی ہے اس لئے اگر جو بھی کوئی آفیسر اپنے سینئر کی نظر میں غلطی کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لینے میں کوئی امر مانع ہے اور نہ ہی کوئی لمبا طریق کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جس طرح floor of the House کہا ہے کہ انسپکٹر کو DPO کچھ نہیں کہہ سکتا سوائے ایک show cause دینے کے۔ یہی وجہ ہے کہ DPOs کا اپنے ضلع میں پولیس آفیسران پر کوئی hold نہیں ہے۔ وہ جب show cause دیتا ہے اور وہ show cause جب DIG تک جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی سفارش اڑ جاتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا فوری طور پر کوئی حل کیا جائے اسی لئے جب DPO مجبوری میں کوئی سب انسپکٹر لگاتا ہے تو سب انسپکٹر اتنا competent نہیں ہوتا اور انسپکٹر کو وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: آپ نشاندہی کریں کہ کون سا DPO ایسا ہے جس کی انسپکٹر نہیں مانتے اور وہ ضلع کو چلا رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں حلفاً کہتا ہوں، مجھے خود DPO نے کہا ہے کہ ہمارا یہ حال ہے کہ ہم انسپکٹر کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ میں ایک اور بات بتا دوں کہ میں بغیر وجہ کے کوئی بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سن لیجئے، خود آپ کے ضلع میں یہ حال ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم شیخ صاحب کی apprehension کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ کسی بھی انسپکٹر یا سب انسپکٹر کا جو سب سے بنیادی معاملہ ہے وہ ایس ایچ او شپ ہے، suspension یا دوسری چیزیں نہیں ہیں۔ DPO جو ہے وہ SHO کی تعیناتی کا competent forum ہے اگر انسپکٹر بطور SHO وہاں تعینات ہے اور وہ اس کی نہیں مان رہا ہے تو وہ within second لائن حاضر کر سکتا ہے اور SHO کو تبدیل کر سکتا ہے۔ How it is possible کہ وہ

SHO اپنے DPO کی بات نہیں مانے گا؟ میرا خیال ہے کہ جس DPO صاحب نے شیخ صاحب کو حلفاً یہ بات بتائی ہے اگر یہ اس کا نام میرے کان میں بتادیں تو میرا خیال ہے کہ ان کے متعلق جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کان میں نہیں، وہ تو سارے جہان کو بتا چکے ہیں، میں کیا کروں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وہ پورے جہان کو بتا چکے ہیں تو پھر اس بات کو probe کرنا پڑے گا کہ شیخ صاحب کا ان کے ساتھ کوئی "ہل بل" تو نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ لاء منسٹر۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں "ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو" شیخ صاحب! جانے دیں، رہنے دیں پلیز۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر اپنے طور پر بات کرتے ہیں اور یہاں پر جو facts ہیں وہ facts ہی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی ہے، بہت شکریہ اور نشاندہی کا بھی شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3701 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع راولپنڈی میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3701: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2009 سے آج تک ان میں تھانہ وار کتنے مقدمات کس کس سلسلہ میں درج ہوئے؟

(ج) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

(د) کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہوا اور کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد نہ ہوا؟

(ہ) کتنے مقدمات موٹر سائیکل اور گاڑیاں چھیننے کے درج ہوئے، کتنے موٹر سائیکل اور گاڑیاں برآمد ہوئیں؟

(و) جن مقدمات میں ابھی تک ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں ان کو کب تک گرفتار کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع راولپنڈی کے کل 25 تھانہ جات ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں یکم جنوری 2009 سے 30۔ جون 2009 تک کل 8234 مقدمات درج رجسٹر ہوئے تفصیل تھانہ وار "Annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جن میں سے قتل کے 138، اقدام قتل 172، ضرر 415، بلوہ 34، مزاحمت پولیس 31، مزاحمت دیگر 20، مہلک حادثات 69، غیر مہلک 117، اغواء 224، زناء 26، ڈکیتی 11، راہزی 170، زیر دفعہ 382 ت پ 85، نقب زنی 273، مویشی چوری 37، وہیکلز چوری 650، سرقہ عام 350، 411 ت پ 197، منشیات 1831، اسلحہ 1082، جواء 94 اور متفرق 208 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ج) کل 8296 ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 5621 ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے۔

(د) 554 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا جبکہ 1219 مقدمات میں برآمدگی بقایا ہے۔

(ہ) موٹر سائیکل اور گاڑیاں چھیننے کے کل 59 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں سے 18 موٹر سائیکل اور گاڑیاں برآمد ہو چکی ہیں۔

(و) ضلع ہذا کی پولیس بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے دن رات کوشاں ہے بہت جلد بقیہ ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تھانہ چونترا میں قتل کے کتنے واقعات ہوئے، ان میں کتنی گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں اور جو گرفتاریاں نہیں ہوئیں ان کے لئے پنجاب گورنمنٹ کیا اقدامات کر رہی ہے؟ دوسرا یہ کہ تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں اغواء برائے تاوان، کار لفٹنگ، ڈمپر لفٹنگ کے کتنے واقعات ہوئے، کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کی واپسی کے لئے حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 3701 ہے اور اس میں وہ ساری تفصیل جو محترم نے پوچھی ہے وہ درج ہے۔ ضلع راولپنڈی کے کل 25 تھانہ جات ہیں۔ ضلع ہذا میں یکم جنوری 2009 سے 30۔جون 2009 تک کل 8234 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔ تفصیل تھانہ وار annexure "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ اس سے استفادہ کر لیں اور اگر اس تفصیل میں کوئی چیز نہ ہو یا نامکمل ہو تو آپ حکم کریں وہ بھی میں آپ کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ایسا ضمنی سوال کریں جس کا جواب آپ کو مل نہ رہا ہو۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی request ہے کہ ہمارے تھانہ ٹیکسلا میں آئے دن اغواء برائے تاوان، ڈمپر لفٹنگ اور کار لفٹنگ کے واقعات ہو رہے ہیں جن کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس مرض کی دوا ہیں؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال میں بھی تھا کہ وہاں پر افغانیوں کی بھرمار ہے اور حکومت ان کو کوئی چیک نہیں کر رہی ہے۔ ہماری مقامی آبادی اس وجہ سے بہت زیادہ تنگ ہے۔ آئے دن کار لفٹنگ، ڈمپر لفٹنگ ہوتی ہے اور پھر وہ علاقہ غیر میں لے جاتے ہیں۔ وہاں سے سودا طے کرتے ہیں، deal کرتے ہیں پھر لوگ اپنے ڈمپر اور بندے واپس لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ جواب دیں گے یا مجھے دینا پڑے گا؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے پہلے بھی ٹیکسلا کے حوالے سے بات کی ہے اور اس کو نوٹ کر لیا گیا ہے۔ باقی بھی ان کے پاس جو grievances ہیں میرے علم میں لائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو redress کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر: شفیق خان صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے کتنے ضمنی سوال کئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی ایک ہی کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (ج) میں جو details بتائی گئی ہیں انہوں نے کہا کہ 8296 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ 5621 کی گرفتاری باقی ہے۔ 5621 ایک اچھا خاصا huge number ہے جس کی ابھی گرفتاری باقی ہے۔ اسی طرح صرف 554 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا ہے اور 1219 مقدمات کی برآمدگی بھی ابھی باقی ہے۔ جز (ہ) میں 59 مقدمات موٹر سائیکل اور گاڑیوں کے چھیننے کے ہیں۔ صرف 18 موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں، 41 کی برآمدگی ابھی باقی ہے۔ میں honourable لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں although وہ بہت کم ہیں لیکن ان میں سے کتنی گاڑیاں مالکان کے سپرد کر دی گئی ہیں اور کتنی گاڑیاں پولیس استعمال کر رہی ہے؟ دوسرا میں تھانہ چونترا کے حوالے سے یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر crime rate باقی تھانوں کی نسبت کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہے تو ایسے وہ کون سے بااثر افراد ہیں، ایسی وہ کون سی سیاسی شخصیات ہیں جو ان criminals کی پشت پناہی کر رہی ہیں کیونکہ آپ راولپنڈی کا حال دیکھیں وہاں لگتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب میرے خیال میں آپ شفیق صاحب سے خود ہی لے لیں تو بہتر رہے گا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ وہ کون سی ایسی سیاسی شخصیات ہیں جو وہاں پر ان جرائم پیشہ لوگوں کی مدد کرتی ہیں تو وہ ساری کی ساری سیاسی شخصیات پچھلے الیکشن میں ہار چکی ہیں اور اس لئے اب وہاں پر کسی بھی ایسی سیاسی شخصیات کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور گلبرگ میں پرائیویٹ ہوسٹلز کی تفصیلات

*3709: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور گلبرگ میں موجود مکہ کالونی، ماڈل کالونی اور ملحقہ آبادیوں میں قائم مرد و خواتین کے ہوسٹلز کے متعلق علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہوسٹلز میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریکارڈ مرتب کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بروئے رپورٹ مہتمم پولیس، ماڈل ٹاؤن ڈویژن تحریر ہے کہ گلبرگ میں موجود ماڈل کالونی، فردوس مارکیٹ (ملحقہ آبادی) میں قائم مرد و خواتین کے ہوسٹلز کے متعلق رپورٹ درج ذیل ہے جبکہ مکہ کالونی میں ہوسٹل موجود نہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

فہرست ہوسٹلز ماڈل کالونی (بوار) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز	نام مالک	ٹیلیفون نمبر	کیفیت
1	ہاشم خان ہوسٹل G/15 ماڈل کالونی	ہاشم خان	0333-4972105	
2	گوہر اقبال ہوسٹل ماڈل کالونی	گوہر اقبال	0346-4020513	
3	رحمان ہوسٹل ماڈل کالونی	طالب حسین	0300-4509151	
4	فاخر ہوسٹل H/82 ماڈل کالونی	صفدر علی	0302-4098692	
5	وارث ہوسٹل H/19 ماڈل کالونی	عثمان	0333-4973337	
6	ارشد ہوسٹل ماڈل کالونی	ارشد	0300-4544251	
7	فرمائش ہوسٹل H/69 ماڈل کالونی	شکیل احمد	0306-7421323	

فہرست ہوسٹلز فردوس مارکیٹ (بوار) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز	نام مالک	ٹیلی فون نمبر	کیفیت
1	النور ہوسٹل فردوس مارکیٹ	چودھری منیر احمد	0300-8127008	
2	صاحب جی ہوسٹل فردوس مارکیٹ	چودھری فرمان علی	0321-9462063	
3	الکرم ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	لالہ رشید خان	0300-9455256	

4	بلال ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	حاجی محمد افضل	0346-4049558
5	نورانی ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	قاری زوار بہادر	0300-9466935
6	الخیر ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	محمد اعجاز	0301-4625968
7	محمود ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	محمود احمد	0300-4501838
8	کاشانہ قادریہ نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	افتخار احمد	0333-4877128

فہرست ہوسٹلز J/102 گلبرگ III (برائے خواتین) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز	نام مالک	ٹیلی فون نمبر	کیفیت
1	المریم ہوسٹل خانزادہ سٹریٹ	-	-	-

(ب) ہوسٹل میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

(ج) ہوسٹل میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور چیک کیا جاتا ہے کہ ان میں کوئی مشکوک تو نہیں ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کورٹس میں ججز کی تعیناتی

*3710: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی اپنی کورٹس ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب عوام کی طرف سے کسی بچے پر تشدد کرنے کے حوالے سے درخواست موصول ہو تو انکوائری ٹیم اس درخواست پر کارروائی کرنے کے لئے کورٹ سے اجازت نامہ لیتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کورٹس میں پہلے ججز تعینات تھے لیکن اب نہیں ہیں جس کی وجہ سے محکمہ کو کارروائی کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کورٹس میں ججز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ لاہور چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی اپنی کورٹ ہے اور باقی اضلاع جیسے گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں چائلڈ پروٹیکشن کورٹ کے اختیارات اس ضلع کے ایڈیشنل سیشن جج ایک کو دیئے گئے ہیں۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے چائلڈ پروٹیکشن کی ٹیم کوئی بھی کارروائی کرنے سے پہلے عدالت سے اجازت نامہ لیتی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیونکہ مورخہ 23۔ مئی2009 سے چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور کے پریزائیڈنگ آفیسر کی تبدیلی علی پور ہو گئی تھی تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کی وجہ سے بیورو کے کیسز کو ایڈیشنل سیشن جج 1 دیکھتے تھے لیکن مورخہ 27۔ جولائی2009 کو چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور کے پریزائیڈنگ آفیسر نے چارج لے لیا ہے۔تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔باقی تمام اضلاع میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

سول ڈیفنس لاہور۔ڈویژن میں خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*3760: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ڈویژن جو خالی پڑی ہیں ان میں ڈویژنل وارڈن ہی موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالی ڈویژن میں ڈویژنل وارڈن کی جگہ ڈپٹی ڈویژنل وارڈن ہی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) لاہور میں سول ڈیفنس میں خالی ڈویژن کی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) محکمہ سول ڈیفنس کے پاس لاہور میں کتنی ایمبولینس موجود ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایک کروڑ لاہور کی آبادی کے لئے محکمے کے پاس صرف ایک ایمبولینس موجود ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ اعزازی عہدہ ہے۔تین لاکھ بیس ہزار کی آبادی پر ایک ڈویژنل وارڈن ہوتا ہے۔لاہور میں کل 11 ڈویژن ہیں جن میں 4 پوسٹیں خالی ہیں۔

(ب) 4 خالی پوسٹوں پر ڈپٹی چیف وارڈن اور ڈپٹی ڈویژنل وارڈن تنظیم امور کی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور بہت جلد ان خالی پوسٹوں پر موزوں، صاحب حیثیت اور تعلیم یافتہ مخیر حضرات کو اعزازی طور پر مقرر فرمائیں گے۔

(د) محکمہ سول ڈیفنس لاہور میں 6 ایمبولینس موجود ہیں۔

(ہ) نہیں۔محکمہ سول ڈیفنس لاہور کے پاس 6 ایمبولینس موجود ہیں۔

فیصل آباد شہر کے تھانہ جات میں درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3770: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 تا حال فیصل آباد شہر کے تھانہ جات میں قتل، اغواء برائے تاوان، ڈکیتی، راہزنی اور چوری کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) درج مقدمات میں ابھی تک کل کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان کس کس مقدمہ میں تا حال مفرور ہیں، مقدمہ کا نمبر اور تھانہ جات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنے مقدمات کے ملزمان کا پولیس سراغ نہ لگا سکی ہے، ان مقدمات کے نمبر اور تھانہ جات بتائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ ملزمان کا گرفتار نہ ہونا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اغواء برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2009 تا 23-07-09 فیصل آباد شہر میں قتل کے 194، اغواء برائے تاوان کے 11، ڈکیتی کے 90، راہزنی کے 631 اور چوری کے 1447 مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

(ب) درج مقدمات میں ابھی تک 1437 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور مفرور ملزمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اب تک پولیس 200 مقدمات کا سراغ نہ لگا سکی ہے، جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شہر فیصل آباد میں اغواء برائے تاوان کے کل 11 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں کل 19 ملزمان گرفتار اور ایک ملزم دوران پولیس مقابلہ ہلاک ہوا ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے جرائم کے قلع قمع کے لئے واضح ہدایات ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسی وارداتوں میں ملوث ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔

تھانہ گلبرگ فیصل آباد میں درج مقدمات کی تفصیل

*3772: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 تاحال تھانہ گلبرگ فیصل آباد میں کتنے مقدمات کس کس جرم کے درج ہوئے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر کیا ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان اغواء کے مفرور ہیں اور کتنے گرفتار ہوئے ہیں، مفرور ملزمان کب تک گرفتار کر لئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ گلبرگ ضلع فیصل آباد میں یکم جنوری سے آج تک 541 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے قتل کے 5، اقدام قتل 4، اغواء برائے تاوان 1، اغواء 6، ضرر 21، مہلک حادثہ 1، غیر مہلک حادثہ 1، سڈومی 2، پولیس مقابلہ 2، ڈکیتی 2، راہزنی 27، 382 ت پ 2، کار چھیننا 1، موٹر سائیکل چھیننا 9، کار چوری 14، موٹر سائیکل چوری 30، دیگر وہیکلز چوری 2، نقب زنی 6، سرقہ عام 35، سرقہ مویشی 2، اسلحہ 24، منشیات 76 اور متفرق کے 264 مقدمات ہیں-

(ب) تھانہ گلبرگ ضلع فیصل آباد میں اغواء کا ایک مقدمہ درج ہوا ہے جس کا مقدمہ نمبر 351 مورخہ 09-05-28 جرم 365-A ت پ تھانہ گلبرگ ہے-

(ج) مقدمہ ہذا میں 5 کس ملزم نامزد FIR ہیں جن میں سے دو کس کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے- بقایا ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے- عبدالقدیر معویٰ مقدمہ ہذا بغیر تاوان ادا کئے برآمد ہو چکا ہے-

لاہور- ریلوے سٹیشن کے گردونواح میں قائم ہوٹلز میں بدکاری کے دھندے کی تفصیلات

*3832: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریلوے سٹیشن کے گردونواح میں قائم ہوٹلز رات کے اوقات میں فحاشی اور بدکاری کے اڈے بن جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہوٹل سے فحاشی و بدکاری کے مکمل خاتمے کے لئے ہوٹل seal اور فحاشی و بدکاری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مجاہد سکواڈ، ٹائیگر سکواڈ، موبائل سکواڈ اور تھانہ نولکھا کی گاڑی خصوصاً بیٹ افسران ہوٹلز ہائے کی کڑی نگرانی کرتے ہیں اور سکیورٹی ڈیوٹی کے لئے سفید پارجات میں ملازمان مامور کئے جاتے ہیں۔ ہوٹل کی گاہے بگاہے چیکنگ کی جاتی ہے۔ ہوٹلوں کی جانچ پڑتال اور سکیورٹی خدشات کے مدنظر ہوٹل مالکان سے میٹنگ کی گئی ہے جنہوں نے یاددہانی کروائی ہے کہ جب مشکوک اشخاص یا عورتیں وغیرہ ہوٹل ہائے میں ٹھہریں گے تو اس بارے میں فوری مقامی پولیس کو اطلاع دی جائے گی۔ اس کے علاوہ نادرا کے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ چیک کرنے کے بعد ہوٹل میں ٹھہرنے کی اجازت دی جاتی ہے تاہم مخبر خاص مقرر کئے گئے ہیں۔ سال رواں ریلوے سٹیشن کے گردونواح وغیرہ سے کریک ڈاؤن کے دوران 32 مقدمات درج کئے اور 100 ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔ آئندہ بھی کڑی نگرانی اور چیکنگ جاری رہے گی۔ اگر کوئی ہوٹل فحاشی یا بدکاری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف بلا امتیاز کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ہوٹل انتظامیہ سے میٹنگ کر کے ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کسی ہوٹل میں فحاشی یا بدکاری ہونا پایا گیا تو ویسے ہوٹل کو باقاعدہ طور پر افسران بالا کو تحریری طور پر ہوٹل کو سیل کرنے کے متعلق رپورٹ بھجوائی جائے گی۔

صوبہ پنجاب میں گمشدہ اور گھر سے بھاگے بچوں کی تفصیلات

*3956: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گمشدہ اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کے لئے کوئی ادارہ باقاعدہ کام کر رہا ہے اور یہ کن شہروں میں واقع ہیں؟

(ب) 2007 سے 2009 تک کتنے بچے ان اداروں میں لائے گئے؟

(ج) ان اداروں میں بچوں کی فلاح کے لئے کس قسم کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گم شدہ، لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، عدم توجہی کا شکار، نشے کی لعنت میں ملوث اور بھیک مانگنے والے بچوں کے لئے پنجاب میں ایک ادارہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کام کر رہا ہے اور اس ادارے کے دفاتر گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں بھی واقع ہیں۔

(ب) ان اداروں میں 2007 سے 30۔ستمبر 2009 تک 10542 بچے لائے گئے ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پنجاب کے پانچ شہروں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں لاوارث اور عدم توجہی کے شکار بچوں کے لئے سرگرم ہے ان اداروں میں عدم توجہی کے شکار بچوں کو قانونی تحفظ اور درج ذیل سہولیات دی جاتی ہیں۔

1۔ حفاظتی تحویل: بیورو لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، گم شدہ، بھیک سے وابسطہ بچوں کو اپنی تحویل میں لینا ہے اس کے علاوہ بچوں کو NGOs کی غیر قانونی تحویل سے بھی بازیاب کرا کے حفاظتی تحویل میں لیا جاتا ہے۔

2۔ والدین کی تلاش:۔بیورو حفاظتی تحویل میں لئے گئے تمام بچوں کے والدین کو تلاش کر کے چائلڈ پروٹیکشن کورٹ کے ذریعے بچوں کو والدین کے حوالے کرتا ہے

3۔ چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن:۔بچوں کی تعلیم و رہائش کے لئے چائلڈ پروٹیکشن قائم کئے گئے ہیں۔ان انسٹیٹیوشنز میں طے شدہ معیار کے مطابق رہائش، تفریحی اور فنی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔

4۔ نفسیاتی مشاورت:۔عدم توجہی کے شکار بچوں کی بحالی کے لئے نفسیاتی مشاورت کا انتظام موجود ہے۔

5۔ طبی سہولیات: حفاظتی تحویل میں لئے گئے ہر بچے کا مکمل طبی معائنہ کیا جاتا ہے اور بنیادی طبی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ضرورت کے مطابق بچوں کا مکمل علاج بھی کرایا جاتا ہے۔ہر بچے کو Hepatitis "B" Tetanus سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور چھ سال سے کم بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے حفاظتی قطرے پلائے جاتے ہیں۔

6۔ بچوں کو ہیلپ لائن: فوری مدد اور حفاظتی تحویل کے لئے چائلڈ ہیلپ لائن لاہور، فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں قائم کی گئی ہے۔ یہ ہیلپ لائن 24 گھنٹے بچوں کے لئے سرگرم عمل ہے۔

7۔ تفریحی سہولیات: چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوٹ میں رہائشی بچوں کے ذہنی اور جسمانی نشو و نما کے لئے مناسب تفریحی سہولیات میسر ہیں ان میں کھیل اور مختلف تہوار منانے کا انتظام شامل ہے۔

8۔ لاوارث اور عدم توجہی کے شکار بچوں کے خاندانوں کی مالی امداد: بیورو میں رجسٹرڈ بچوں کے حوالے سے 10250 غریب خاندانوں کے لئے مالی امداد اور فنی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

صوبہ میں بم ڈسپوزل کے لئے سٹاف بھرتی کرنے اور خالی اسامیاں پُر کرنے کی تفصیلات

*3994: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوامی مقامات پر دھماکا خیز مواد ہٹانے کے لئے صوبہ میں صرف ایک بم ڈسپوزل کمانڈر اور تین بم ڈسپوزل technician ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے 30 اضلاع میں بم ڈسپوزل کا کوئی عملہ نہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف 16 اضلاع میں daily wages پر عملہ کام کر رہا ہے جبکہ اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 34 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور technician کی 49 اسامیوں میں سے 40 خالی پڑی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے تمام اضلاع میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت عوامی مقامات پر دھماکا خیز مواد ہٹانے کے لئے صوبہ میں 5 بم ڈسپوزل کمانڈر اور ایک بم ڈسپوزل ٹیکنیشن مستقل طور پر کام کر رہے ہیں جبکہ باقی اضلاع میں ڈیلی ویجز پر بم ڈسپوزل کا عملہ کام کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ پنجاب کے تمام اضلاع میں موجودہ حالات اور بم بلاسٹ کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر بم ڈسپوزل کے عملہ کی تعداد میں درج ذیل اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

بم ڈسپوزل کمانڈر	63
بم ڈسپوزل ٹیکنیشن	276

اس کے علاوہ بم ڈسپوزل عملہ کے لئے جائے حادثہ پر فوری طور پر پہنچنے کے لئے گاڑیاں مع ڈرائیورز اور بم ڈسپوزل کا جدید تر سامان خریدنے کے لئے ایک سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ 30 اضلاع میں daily wages پر بم ڈسپوزل کا عملہ کام کر رہا ہے تاہم اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 30 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور بم ڈسپوزل technician کی 49 مستقل اسامیوں میں سے 48 خالی پڑی ہیں اور خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے از سر نو اشتہار دیا جا رہا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ پنجاب کے 5 اضلاع میں مستقل عملہ جبکہ دیگر اضلاع میں ڈیلی ویجز عملہ بم ڈسپوزل ڈیوٹی کر رہا ہے۔اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 30 اور بم ڈسپوزل technician کی 48 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے از سر نو اشتہار دیا جا رہا ہے۔

(د) خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے صوبے کے تمام اضلاع میں بم ڈسپوزل کا عملہ بھرتی کرنے کے لئے دوبارہ اشتہار دیا جا رہا ہے۔

فتح جنگ میں جرائم کی شرح بڑھنے کی تفصیلات

*3995: جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فتح جنگ میں غیر قانونی طور پر مقیم افغانیوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ دن بدن ہو رہا ہے اور یہ افغانی نواحی علاقوں کے علاوہ فتح جنگ شہر میں آباد ہو گئے ہیں اور انہوں نے وہاں جائیدادوں کی خریداری تیز کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پابندی کے باوجود فتح جنگ میں انتقال اور رجسٹریاں منظور ہو رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ باشندوں کی موجودگی سے جرائم کی تعداد علاقہ ہذا میں بہت بڑھ گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی طرف سے مسلسل شکایات کے باوجود پولیس روائتی غفلت اور تساہل کا شکار ہے بلکہ رشوت ستانی کا بازار مزید گرم کر رہی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پرامن اور شریف شہریوں کے تحفظ اور امن وامان کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کوئی ٹھوس اقدامات جلد از جلد اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ غلط ہے کہ غیر قانونی طور پر مقیم افغانیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ جو افغان زیادہ تر فتح جنگ کے گرد و نواح میں موجود ہیں ان کے پاس افغان نیشنل ہونے کے پاکستانی شناختی کارڈ موجود ہیں اور جن پٹھانوں نے فتح جنگ اور صدقال وغیرہ میں زمین کی خریداری کی ہے تو ان کے پاس قومی شناختی کارڈ موجود ہیں اور وہی لوگ زمین کی خریداری کر رہے ہیں جن کے پاس قومی شناختی کارڈ موجود ہیں۔

(ب) DDO(R) فتح جنگ کے مطابق فتح جنگ میں قومی شناختی کارڈ کی پڑتال بذریعہ نادرا اور جس علاقے کے لوگ رہائشی ہوں اس علاقے سے پولیس کی تصدیق کے بعد ہی رجسٹریاں اور انتقال کئے جا رہے ہیں۔

(ج) سال 2008 کے دوران افغان باشندوں کے خلاف 8 مقدمات مختلف جرائم میں درج رجسٹر ہوئے جبکہ سال 2009 کے دوران 9 مقدمات کا اندراج ہوا۔

(د) یہ بالکل غلط ہے کہ شہریوں کی طرف سے مسلسل شکایات کے باوجود پولیس روائتی غفلت اور تساہل کا شکار ہے بلکہ جب بھی کسی افغان نیشنل یا قومی شناختی کارڈ رکھنے والے شخص کے خلاف شکایت ہوتی ہے تو پولیس ہر وقت کارروائی کرتی ہے آج تک کوئی ایسی مثال موجود نہ ہے کہ عوام کی جانب سے شکایت کی گئی ہو اور اس پر کارروائی نہ کی گئی ہو اور اگر کسی پولیس ملازم کے خلاف رشوت کی شکایت ہوتی ہے تو اس کے خلاف بھی بروقت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) تمام SDPOs/SHOs کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ پرامن شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

پنجاب میں بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4040: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بھر میں بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر میں بم ڈسپوزل کمانڈر کی کتنی پوسٹیں ہیں، تعینات کمانڈروں کے نام، عرصہ تعیناتی اور گریڈ کیا ہیں نیز خالی پوسٹوں پر کب تک کمانڈروں کی تعیناتی کا ارادہ ہے؟

(ج) مذکورہ دفاتر میں بم ڈسپوزل ٹیکنیشن کی کتنی پوسٹیں ہیں، تعینات ٹیکنیشنوں کے نام، عرصہ تعیناتی اور گریڈ کی تفصیل بتائی جائے نیز خالی پوسٹوں پر ٹیکنیشنوں کی تعیناتی کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ سول ڈیفنس بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد 36 ہے اور پنجاب کے 36 اضلاع میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب ڈسٹرکٹ آفس سول ڈیفنس کے دفاتر میں بم ڈسپوزل کمانڈر کی 36 پوسٹیں ہیں تعینات کمانڈروں کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کمانڈر کا نام	عرصہ تعیناتی	سٹیشن کا نام	گریڈ
1	محمد اقبال قمر	08-07-1990	گوجرانوالہ	15
2	راجہ ظفر اقبال	24-05-1993	ساہیوال	15
3	محمد صابر	13-07-1995	اوکاڑہ	15
4	مشتاق حسین	30-01-1996	بہاولپور	15
5	مقصود احمد	12-12-2009	ملتان	15
6	محمد جمیل	26-12-2009	حافظ آباد	15
7	حبیب حسین	01-01-2010	سیالکوٹ	15
8	محمد اقبال	04-01-2010	لودھراں	15
9	ریاض احمد	27-01-2010	بھکر	15
10	ذوالفقار علی زاہد	11-02-2010	وہاڑی	15
11	ظفر علی	18-02-2010	پاکپتن	15
12	محمد اشفاق ساقی	08-04-2010	فیصل آباد	15
13	خالق داد خان	20-04-2010	میانوالی	15
14	منیر احمد ضیا	26-04-2010	ٹوبہ ٹیک سنگھ	15

12-05-2010 سے بھرتی پر ban لگا ہوا ہے جب ban ختم ہو گا پھر باقی پوسٹوں پر بھرتی کی جائے گی۔

(ج) مذکورہ دفاتر میں بم ڈسپوزل ٹیکنیشن کی 52 پوسٹیں ہیں-تعینات ٹیکنیشنوں کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ٹیکنیشن کا نام	عرصہ تعیناتی	سٹیشن کا نام	گریڈ
1	محمد جمیل	11-08-2009	گوجرانوالہ	12
2	لیاقت علی	23-12-2009	حافظ آباد	12
3	نصیر احمد	24-12-2009	نارووال	12
4	محمد اسلم	01-01-2010	سیالکوٹ	12
5	خلیل احمد	02-01-2010	ساہیوال	12
6	محمد آصف	04-01-2010	لودھراں	12
7	محمد اشرف	01-02-2010	گجرات	12
8	محمد اقبال	12-02-2010	ملتان	12
9	محمد اکرم	12-02-2010	وہاڑی	12
10	محمد اصغر علی	16-02-2010	پاکپتن	12
11	خضر حیات	08-05-2010	فیصل آباد	12

12-05-2010 سے بھرتی پر ban لگا ہوا ہے جب ban ختم ہو گا پھر باقی پوسٹوں پر بھرتی کی جائے گی-

سال 2008 اور 2009، میں ضلع رحیم یار خان میں اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کی تفصیلات

*4105: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2008 اور 2009 میں ضلع رحیم یار خان میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) گزشتہ 4 ماہ میں رحیم یار خان میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئیں، اب تک کتنے آدمیوں کو بازیاب کرایا گیا- کتنا تاوان ادا کیا گیا کتنے پولیس نے بازیاب کرائے اور کتنے آدمی خود تاوان ادا کر کے بازیاب ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں خاص طور پر پنجاب سندھ کے درمیانی بارڈر پر کچے کے علاقہ میں گزشتہ تقریباً 4 ماہ میں اس قسم کی وارداتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے؟

(د) پنجاب اور سندھ کے درمیانی بارڈر ایریاز خاص طور پر کچے کے علاقہ میں بڑھتی ہوئی وارداتوں اور امن عامہ کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے حکومت نے آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2008 کے دوران کل 10 مقدمات اغواء برائے تاوان کے درج رجسٹر ہوئے اور سال 2009 میں یکم جنوری 2009 سے لے کر آج تک کل 9 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) گزشتہ 4 ماہ میں 7 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ان میں 10 اشخاص کو تاوان کی خاطر اغواء کیا گیا ان میں سے ایک شخص کو قتل کیا گیا بقایا 9 مغویان خود بخود تاوان ادا کر کے واپس آئے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے 10 دریائی چیک پوسٹیں قائم کی جا رہی ہیں جن پر خصوصی ٹریننگ کے حامل جوان اور افسران تعینات کئے جائینگے۔ سردست ضلع پولیس اور PC کی نفری ان جگہوں پر ڈیوٹی دے رہی ہے اور مقامی پولیس دن رات مسلح گشت کر رہی ہے۔ اس جرم میں ملوث مجرمان کی گرفتاری کے لئے مختلف اوقات میں ان کی کمین گاہوں پر ریڈ کئے جا رہے ہیں۔

پنجاب میں آتشبازی کے کارخانوں کی تفصیلات

*4236: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنجان آبادیوں میں آتشبازی کے کارخانے لگانے پر قانوناً پابندی ہے؟

(ب) پنجاب کے کس کس علاقے میں مذکورہ کارخانے قائم ہیں اور اس کی اجازت کس اتھارٹی نے دی ہے اگر یہ غیر قانونی ہیں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گنجان آبادیوں میں آتشبازی کے کارخانے لگانے پر قانوناً پابندی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کے کسی بھی گنجان آباد علاقے میں آتشبازی کا کوئی بھی کارخانہ موجود نہ ہے- تاہم آتشبازی کے کارخانے کی اجازت DCO صاحبان دیتے ہیں-تاہم اس سلسلے میں کوئی بھی شخص قواعد کی خلاف ورزی کرے یا بغیر اجازت اس کا کاروبار کرے تو اس کے خلاف فوری ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے-اس سلسلے میں ضلع شیخوپورہ میں 101، ضلع اوکاڑہ میں 50 اور ضلع سرگودھا میں 06 اشخاص کے خلاف مقدمات درج کئے گئے ہیں-اس کے ساتھ ساتھ DPO صاحبان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے علاقے میں آتشبازی کا سامان تیار کرنے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں-

سال 2009، لاہور میں درج قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*4260: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال کے پہلے چھ- ماہ کے دوران لاہور میں 188 قتل ہوئے، تفصیل کے مطابق جنوری میں 28، فروری میں 32، مارچ میں 33، مئی 35 اور جون میں 31 افراد قتل ہوئے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قتل کے واقعات میں سٹی ڈویژن کا پہلا، صدر ڈویژن کا دوسرا، ماڈل ٹاؤن کا تیسرا اور سول لائن کا آخری نمبر رہا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے کیس مقدمات ٹریس ہوئے، کتنے عدالتوں میں pending ہیں اور کتنے کیسز میں سزائیں ہوئیں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں جنوری میں 36، فروری 45، مارچ میں 46، اپریل میں 39، مئی 56 اور جون میں 45 قتل کے مقدمات درج ہوئے-

(ب) سٹی میں 71، صدر میں 66، کینٹ میں 53، ماڈل ٹاؤن میں 36، اقبال ٹاؤن میں 23 اور سول لائن میں 18 مقدمات قتل کے درج ہوئے ہیں-

(ج) 195 مقدمات trace ہوئے اور 165 مقدمات عدالتوں میں pending ہیں اور ایک مقدمہ میں سزا ہوئی ہے-

سال 2009، تحصیل بھلوال میں قتل کی تفصیلات

*4305: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک تحصیل بھلوال میں قتل کی کتنی ایف آئی آر درج ہوئی ہیں تھانہ وار تفصیل بتائیں؟

(ب) ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام، پتا جات اور مقدمہ نمبر کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی ایف آئی آرز خواتین کے قتل کی درج ہوئی ہیں ان کے مقدمہ نمبر اور مقتول خواتین کے نام و پتا جات بتائیں؟

(د) ان میں کتنی خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا؟

(ہ) خواتین کے کتنے قاتل مفرور ہیں ان کے نام و پتا جات اور مقدمہ جات بتائیں نیز ان کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال میں قتل کے مقدمات کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:-

1-تھانہ بھلوال

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
18	8	–	–	10	30	16	3

2- تھانہ بھیرہ

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
8	4	1	1	2	13	8	4

3-پھلروان

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
10	7	-	-	3	43	17	4

4-تھانہ میانی

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
5	5	–	–	-	13	12	1

(ب) تھانہ بھلوال میں قتل کے مقدمات کے کل16 کس ملزمان گرفتار ہوئے 3 کس مفرور ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ مقدمہ نمبر435 مورخہ09-05-16 بجرم109/302ت پ تھانہ بھلوال، نام محمد نذیر ولد مانک قوم پنجھوتھہ سکنہ پرانہ بھلوال

2۔ مقدمہ نمبر576 مورخہ09-06-22 بجرم 149/148/302 ت پ بھلوال نام رب نواز ولد محمد اسلم قوم ورک وسکنہ چک 24 شمالی امان اللہ ولد محمد صفدر تھانہ بھیرہ۔

تھانہ بھیرہ:

تھانہ بھیرہ میں قتل کے مقدمات میں8 کس ملزمان گرفتار ہوئے،4 کس مفرور ہیں، جس کی تفصیل ذیل ہیں:۔

مقدمہ نمبر642 مورخہ09-11-18 بجرم34/302ت پ تھانہ بھیرہ 1۔ مصطفیٰ ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 2۔مرتضیٰ ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 3۔خالد ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 4۔ منیر نذر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی

تھانہ پھلروان:

تھانہ پھلروان میں قتل کے مقدمات میں17 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ 4 کس مفرور ہیں تفصیل ذیل ہے:۔

1۔ مقدمہ نمبر51 مورخہ09-02-20 بجرم34/109/302 ت پ تھانہ پھلروان، 1-اسد امیر ولد محمد امیر قوم پڑھار سکنہ رتوکالا 2-انتظار حسین ولد بشیر حسین قوم راجپوت سکنہ رتوکالا 3-نذر محمد ولد علی محمد قوم تارڑ سکنہ رتوکالا 4- محمد امیر ولد صالحوں محمد قوم پڑھار سکنہ رتو کالا

تھانہ میانی

تھانہ میانی میں قتل کے مقدمات میں12 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ ایک مفرور ہے۔

1۔ مقدمہ نمبر99 مورخہ09-03-22 بجرم109/34/302ت پ تھانہ میانی ساجد تنویر ولد محمد خان قوم لوہار سکنہ مونہ سیداں ضلع منڈی بہاؤالدین

(ج) تھانہ میانی

1۔ مقدمہ334 مورخہ09-09-25 بجرم 34/109/302 ت پ تھانہ میانی نام مقتولہ سمیرا بی بی زوجہ تصور قوم گوندل سکنہ چک سیدا

تھانہ بھیرہ

1۔ مقدمہ 153 مورخہ 09-04-02 بجرم 302 تھانہ بھیرہ نام مقتولہ ریاض بی بی زوجہ سلطان محمود قوم گوندل سکنہ جہان پور

2۔ مقدمہ 587 مورخہ 09-10-18 بجرم 34/302 تھانہ بھیرہ مقتولہ شازیہ بی بی دختر ملازم حسین

تھانہ پھلروان

1۔ مقدمہ 342 مورخہ 09-10-25 بجرم 302 ت پ تھانہ پھلروان نام مقتولہ رفعت وحید دختر فضل احمد قوم مسلم شیخ سکنہ سالم

تھانہ بھلوال

1۔ مقدمہ نمبر 124 مورخہ 09-02-02 بجرم 302 ت پ تھانہ بھلوال مقتولہ امتیاز نورین زوجہ جہانگیر قوم پنجھوتھہ سکنہ پرانہ بھلوال

2۔ مقدمہ نمبر 435 مورخہ 09-05-16 بجرم 34/109/302 مقتولہ کوثر بی بی زوجہ لیاقت علی قوم تارڑ سکنہ پرانہ بھلوال

3۔ مقدمہ نمبر 580 مورخہ 09-06-23 بجرم 302 رخشندہ دختر غلام مصطفیٰ قوم جرا سکنہ دیوال

4۔ مقدمہ 747 مورخہ 09-08-19 بجرم 149/148/302 ت پ مقتولہ نصرت بتول دختر دیوان شاہ قوم سید سکنہ نبی شاہ بالا

5۔ مقدمہ 828 مورخہ 09-09-25 بجرم 302 ت پ حاکم بی بی زوجہ مولا بخش قوم مسلم شیخ سکنہ 8 شمالی

6۔ مقدمہ 925 مورخہ 09-11-12 بجرم 149/148/201/302 مقتولہ ریاض بی بی دختر محمد رمضان سکنہ گھنولہ بھلوال

7۔ مقدمہ 674 مورخہ 09-07-29 بجرم 34/304/302 ام کلثوم دختر محمد اسلم سکنہ 10/ML

(د) تھانہ بھلوال میں غیرت کے نام پر کوئی قتل نہ ہوئی، تھانہ بھیرہ میں غیرت کے نام پر ایک عورت قتل ہوئی، تھانہ پھلروان ایک عورت غیرت کے نام پر قتل ہوئی، تھانہ میانی ایک عورت غیرت کے نام پر قتل ہوئی۔

(ہ) تھانہ بھلوال میں خواتین کے قتل میں ایک مفرور ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-
مقدمہ نمبر 435 مورخہ 16-05-09 بجرم 302/109/34 ت پ تھانہ بھلوال محمد نذیر ولد مالک قوم پنجھوتھہ سکنہ پرانہ بھلوال، تھانہ بھیرہ خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔ تھانہ پھلروان خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔ تھانہ میانی خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔

تحصیل بھلوال میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4306: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کتنے تھانہ جات ہیں ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ہر تھانہ میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کتنی پُر ہیں؟

(د) کس کس تھانہ کے انچارج انسپکٹر ہیں اور کس کس تھانہ کے انچارج سب انسپکٹر ہیں؟

(ہ) کس تھانہ کی عمارت اپنی نہ ہے؟

(و) کس تھانہ کی عمارت خستہ حالت میں ہے؟

(ز) کیا حکومت خستہ حالت میں اور بغیر عمارات کے تھانہ جات کی عمارات تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال میں کل چار تھانہ جات ہیں۔

1- تھانہ بھلوال
2- تھانہ بھیرہ
3- تھانہ میانی
4- تھانہ پھلروان

(ب،ج) تھانہ میں منظور شدہ نفری و اسامیوں کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:-

تھانہ بھلوال

افسر و ملازمان	INSPECTOR	S I	ASI	H C	F C
منظور نفری	1	4	6	6	37

موجودہ نفری	1	3	6	5	70
کمی نفری	-	1	-	1	-

تھانہ بھیرہ

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	HC	F C
منظور نفری	1	3	7	4	48
موجودہ نفری	Nil	2	7	2	19
کمی نفری	1	NIL	NIL	Nil	22

تھانہ میانی

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	H C	F C
منظور نفری	1	1	3	2	18
موجودہ نفری	NIL	2	3	2	21
کمی نفری	1	NIL	NIL	NIL	NIL

تھانہ پھلروان

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	H C	F C
منظور نفری	1	2	3	3	29
موجودہ نفری	NIL	3	3	2	28

(د) تھانوں میں تعینات انسپکٹر، سب انسپکٹر انچارج صاحبان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- تھانہ بھلوال-انسپکٹر
2- تھانہ بھیرہ-سب انسپکٹر
3- تھانہ میانی-سب انسپکٹر
4- تھانہ پھلروان-سب انسپکٹر

(ہ) تحصیل بھلوال کے تھانہ جات کی عمارت ہائے سرکاری ہیں۔

(و) تھانہ میانی کی عمارت سال1903 کی تعمیر شدہ ہے جس کی حالت خستہ ہو چکی ہے۔

(ز) محکمہ پولیس تھانہ میانی کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا تحرک کر رہی ہے۔

27 مئی 2009، ون فائیو لاہور کے آفس پر خودکش دھماکے کی تفصیلات

*4313: رانا بابر حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مورخہ 27- مئی 2009، ون فائیو لاہور کے آفس پر ہونے والے بم بلاسٹ میں کتنے افراد زخمی اور کتنے ہلاک ہوئے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اگر گورنمنٹ ملازم ہیں تو نام، محکمہ عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) اس حادثہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے افراد کو حکومت نے کیا مالی امداد دینے کا اعلان کیا تھا؟

(ج) آج تک محکمہ پولیس کے علاوہ سویلین اور گورنمنٹ ملازمین کو جو مالی امداد دی گئی اس کی تفصیل مع نام، عہدہ، گریڈ اور پتاجات بتائیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس حادثہ میں ہلاک و زخمی محکمہ پولیس کے علاوہ دیگر گورنمنٹ ملازمین اور سویلین کو ابھی تک مالی امداد نہیں ملی، اس کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت اپنے وعدہ پر عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مورخہ 27- مئی 2009 ون فائیو لاہور کے آفس پر ہونے والے بم بلاسٹ میں جتنے پولیس ملازمین زخمی اور ہلاک ہوئے، ان کی تفصیل (flag–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) اس حادثہ میں ہلاک اور زخمی ہونیوالے پولیس ملازمین کو جو مالی امداد دی گئی ہے ان کی تفصیل (flag–B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) حکومت پنجاب نے اس واقعہ میں سویلین اور گورنمنٹ ملازمین کو مندرجہ ذیل مالی امداد دی، مورخہ 27-08-2009

2- ISI سویلین کے لئے	0.600 ملین
2- ISI کے لئے	3.400 ملین
17- شہید پولیس پرسنل کے لئے	33.100 ملین
کل رقم	37.100 ملین

مورخہ 16-12-2009

پراپرٹی کے نقصان کے لئے	3,95,45,429/- روپے
پولیس آفیسرز کے لئے	26,40,800/- روپے
گاڑیوں کے لئے	1,26,05,850/- روپے
کل رقم	5,47,94,079/- روپے

مورخہ 19-01-2010

محمد ارشد (سویلین) کے لئے 0.300 ملین

محمد بشیر (سویلین) کے لئے 0.300 ملین

کل رقم 0.600 ملین

(د) محکمہ پولیس کے علاوہ دیگر گورنمنٹ ملازمین اور سویلین کو بھی مالی امداد دے دی گئی ہے جس کی تفصیل جز (ج) میں درج کر دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد۔مختلف جرائم کے مقدمات کی تفصیلات

*4367: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی، زناء بالجبر اور گینگ ریپ کے کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان کو سزا ہوئی، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے ابھی تک چالان مکمل نہ ہوئے ہیں علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں چولہا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا ہلاک ہونے والوں کے نام کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزارش ہے کہ ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی کے کل 83 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 248 ملزمان گرفتار ہوئے ان میں سے کسی بھی ملزم کو ابھی تک کسی عدالت سے سزا نہ ہوئی ہے اور 40 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔زناء بالجبر کے 117 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 58 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ان میں سے ایک مقدمہ میں ملزم کو سزا ہوئی اور 28 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور 6 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔گینگ ریپ کے 18 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 29 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ان میں سے کسی بھی ملزم کو کسی عدالت سے سزا نہ ہوئی ہے اور 2 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(ب) ضلع ہذا میں گزشتہ تین سالوں کے درمیان چولہے پھٹنے اور آگ سے جھلس کر مرنے اور زخمی ہونے کا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

تحصیل پنڈی بھٹیاں میں ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات

*4369: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سال 2008 میں ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں ملوث کتنے ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے ڈکیتیوں کو روکنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

گزارش ہے کہ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سال 2008 میں ڈکیتی کے کل 18 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 97 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔

اگر حکومت اس بارے میں کوئی مزید قانون یاہدایات نافذ یا جاری کرے گی تو اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4391: ملک جہانزیب وارن: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے روڈز اور ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے صوبہ میں پٹرولنگ چیک پوسٹیں قائم کی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان چیک پوسٹوں پر تعینات فورسز کے ملازمین کے پاس جرائم پیشہ افراد کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا اختیار نہ ہے؟

(ج) کیاحکومت مذکورہ چیک پوسٹوں کو تھانہ یا چوکی کا درجہ دینے اور ان کے ملازمین کو بھی ایف آئی آر کے اندراج اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔اس وقت صوبہ بھر میں 274 پٹرولنگ پوسٹیں روڈز اور ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے کام کر رہی ہیں جن کی وجہ سے شاہراہوں پر کرائم میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے جبکہ 71 پٹرولنگ پوسٹیں زیر تعمیر ہیں جو کہ جلد کام شروع کر دیں گی۔علاوہ ازیں مسافروں کو مختلف نوعیت کی امداد فراہم کی جاتی ہے۔تیز رفتار اور اوور لوڈ گاڑیوں کے خلاف قانونی

کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔روڈ ایکسیڈنٹ کی صورت میں زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے اور شدید زخمیوں کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے شاہراہوں پر ملنے والے لاوارث یا گمشدہ بچوں کو ان کے ورثاء کے حوالے کیا جاتا ہے اور شاہراہوں پر ناجائز تجاوزات کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

(ب) نہیں۔یہ بات درست نہ ہے بلکہ پوسٹوں پر تعینات ملازمین کے پاس جرائم پیشہ افراد کو گرفتار کرنے کا اختیار حاصل ہے جنہیں بعداز گرفتاری برائے مزید قانونی کارروائی مقامی پولیس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔بعض سنگین صورتوں میں پولیس مقابلہ کا اختیار بھی حاصل ہے۔

(ج) جناب عالی!یہ سوال دفتر ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام

*4451:جناب قیصر اقبال سندھو:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام تاحال عمل میں نہیں لایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومتی پالیسی اور اعلان کے مطابق صوبہ کے تمام اضلاع میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنی پالیسی کے پیش نظر خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں تاحال خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ میں خواتین کے لئے ہر ضلع میں علیحٰدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کی کوئی بھی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ج) اس وقت محکمہ میں خواتین کے لئے ہر ضلع میں علیحٰدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کی کوئی بھی تجویز زیر غور نہ ہے۔

قصور، تحصیل کوٹ رادھا کشن کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیلات

*4491:ملک اختر حسین نول:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کوٹ رادھاکشن ضلع قصور میں یکم جنوری2008 سے آج تک زناء بالجبر اور خواتین پر تشدد کے کتنے مقدمات کس کس تھانہ میں درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر، تھانہ وار بتائیں؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان مفرور ہیں، ان کے نام، پتاجات اور مقدمہ نمبر بتائیں نیز مفرور ملزمان کو کب تک گرفتار کیا جائے گا؟

(د) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر کتنے پولیس ملازمین کے خلاف قانونی محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ راجہ جنگ1 مقدمہ زناء، تھانہ رائیونڈ12 مقدمات زناء، 12 مقدمات تشدد (تفصیل Annexure "A & B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) 8ملزمان زناء کے مقدمات اور22ملزمان تشدد کے مقدمات میں گرفتار ہوئے۔

(ج) کوئی بھی ملزم مفرور نہ ہوا ہے۔

(د) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل(Annexure "A & B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی بھی ملزم مفرور نہیں تھا لہذا کسی بھی پولیس ملازم کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سگیاں پل سے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک کو پولیس دفاتر کے قریب بند کرنے سے طالبعلموں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا اہم ہے۔ اب یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب اور پولیس کے آفیسران بھی تشریف فرما ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سگیاں پل کے ذریعے شیخوپورہ سے لاہور آنے کے لئے ایک راستہ بنایا گیا ہے کیونکہ دوسرے تمام راستے بہت زیادہ مصروف ہوتے تھے اور اس راستے کے اندر بھی اب ایک obstacle create کر دیا گیا ہے۔(شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please, order. This is not good.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سگیاں پل سے بہت ساری ٹریفک لاہور شہر میں داخل ہوتی ہے تو اس پر ایک ڈبل روڈ ہے جس کے ذریعے SSP لاہور اور DIG (Operation) کے دفتر کے سامنے سے گزر کر مال روڈ پر داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ ڈبل روڈ دورویہ بنائی گئی، اس پر ایک پل بنایا گیا اور اس راستے پر اربوں روپے خرچ کئے گئے۔ اس روڈ پر پولیس آفیسران کے دفتر کے سامنے ان کی حفاظت کی خاطر اس روڈ کو one way کر کے انہوں نے بلاک کر دیا ہے۔ اگر صبح 8 بجے لاہور میں کسی نے enter ہونا ہو یا 2 سے اڑھائی بجے لاہور سے باہر نکلنا ہو تو وہ obstacle or bottleneck جو بنایا گیا ہے اس پر 15 سے 20 منٹ ٹریفک جام ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ان دفاتر کی ہمیں ضرور حفاظت کرنا چاہئے لیکن میری یہ درخواست ہو گی کہ SSP (Operation) or DIG (Operation) اپنے احاطے کے اندر ایک اور ڈبل دیوار بنا لیں کیونکہ ان کی بلڈنگ سڑک سے ویسے ہی 20 سے 25 فٹ پیچھے ہے یا وہاں پر لوہے کی کوئی شیٹ لگا دیں کیونکہ لاکھوں لوگوں کو ہر روز صبح، شام اور بالخصوص سکول کی چھٹی کے ٹائم وہاں سے پندرہ سے بیس منٹ تک کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ کو اس پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم لوگ جب دوسرے شہروں سے لاہور میں داخل ہوتے ہیں تو ہمارے لئے وہاں سے گزر کر لاہور میں آنا ایک مسئلہ ہے تو مہربانی کر کے اس کا کوئی تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو نشاندہی کی ہے اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان سے عرض کروں گا اور انہوں نے جس مشکل کا ذکر کیا ہے اس کو حل کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، معلومات حاصل کرنی ہیں تو ہم سے حاصل کر لیں۔ اگر implementation کروانی ہے تو پھر وہ آپ کروائیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس سوال سے متعلق میرا بھی ایک سوال ہے کہ والٹن روڈ پر ایک تھانہ ہے اس کی نہ تو اپنی بلڈنگ ہے، وہ کینٹ کا سب سے بڑا تھانہ ہے اور پانچ مرلے میں وہ تھانہ قائم ہے۔ انہوں نے والٹن روڈ کے حصہ پر قبضہ کیا ہوا ہے اور سروس روڈ بند کی ہوئی ہے، ساتھ ہی ایک کالج ہے وہاں سے لوگوں کا گزرنا محال ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لیں، اس کو بھی دیکھ لیں تاکہ وہ روڈ بھی کھل جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، سوہل صاحب! اجلاس کے بعد رانا صاحب سے آپ اور رانا افضل صاحب بھی میٹنگ کر لیں۔ جی، حضرت صاحب!

پی پی۔145 لاہور کے تھانوں کی پولیس کا ڈکیتی کی وارداتوں کو چوری میں تبدیل کرنا

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! چونکہ آج کا دن محکمہ داخلہ کے حوالے سے ہے تو میں اس حوالے سے ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے میں دو تھانے، تھانہ ہربنس پورہ اور تھانہ باغبانپورہ ہیں۔ نویں اور دسویں مہینہ کی تیرہ درخواستیں میرے ریکارڈ پر ہیں، ان کو آدھا مہینہ گزر گیا ہے لیکن کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ لوگ گن پوائنٹ پر لٹے جاتے ہیں اور جب پولیس کو درخواست جاتی

ہے تو پولیس ڈکیتی کی بجائے چوری کی FIR درج کرتی ہے۔ میرے پاس تیرہ درخواستیں ریکارڈ پر ہیں اگر آپ کہیں تو میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ڈکیتی اور چوری کی کبھی definition پڑھی ہے کہ کس طرح سے ہوتی ہے اور کیا ingredients ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ڈکیتی وہ ہوتی ہے جو forcefully چھین لی جائے اور چوری وہ ہوتی ہے جو چپکے سے کی جائے اور جس کا پتا نہ چلے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس بارے میں کسی اور سے پوچھیں، آپ کے ساتھ تین وکیل بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ کر پھر بتائیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری جو اگلی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ میرے ادارے کی پرنسپل سکول سے چھٹی کے وقت باہر نکلی تو ان سے گن پوائنٹ پر موبائل، بیگ اور پیسے چھین لئے گئے اور ان کو بیس سے پچیس دن ہو گئے ہیں ابھی تک تھانہ ہربنس پورہ نے ان کی FIR درج نہیں کی، وہ ان کے گھر چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم چوری کا پرچہ درج کر دیتے ہیں اور یہ گن پوائنٹ کے الفاظ اس میں سے نکالیں۔

جناب سپیکر! یہ محکمہ داخلہ والے کب تک ہماری عوام کے ساتھ ایسا کرتے رہیں گے؟ میری درخواست ہے کہ عوام کے ساتھ جیسے ہوتا ہے یا جیسے وہ درخواست move کرتے ہیں اور یہ پولیس والے ویسے اس پر عمل کریں۔ اگر وہ غلط یا جھوٹ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ PPC میں amendment لائیں تو پھر آپ کو صحیح پتا چلے گا کہ کیا ہونا چاہئے۔ جی، لاء منسٹر صاحب! ان کی جو grievances ہیں ان کو دور کرایا جائے۔ آپ ان کو علیحدہ مل لیں اور وہ ساری تفصیل لے کر بتادیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں ابھی پوری تفصیل منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پھر منگوا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس دن سے اجلاس شروع ہوا ہے اس دن سے حاجی صاحب روز مجھے مل رہے ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے یہ بات نہیں کی اور آج کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی اس کو حل کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اور محترم رانا صاحب کی اجازت سے عرض کروں گا کہ پنجاب میں کچھ عرصہ پہلے سیلاب اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے تباہی آئی تھی۔ اب بیجائی کا موسم آرہا ہے اور ایک دفعہ پھر ہمیں پانی کی کمی کا سامنا ہو گا۔ میری اس ہاؤس اور اس حکومت سے یہ گزارش ہے کہ قبل از وقت اس کا ہمیں تدارک کرنا چاہئے تاکہ ہماری گندم ٹائم پر کاشت ہو سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر ہماری حکومت نے کوئی کام نہیں کیا اور اگر انہوں نے اس بات کو بھی مذاق میں ٹال دیا تو پھر زراعت کا بہت بڑا نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کے ساتھ کون مذاق کرتا ہے؟ میں یہ سن کر حیران ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی مذاق کر سکتا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پیر پگاڑا صاحب کتنی serious بات کرتے ہیں لیکن وہ وقتی طور پر مذاق نظر آتا ہے اور بعد میں جب اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو پھر قوم کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ میں بھی جو بات کر رہا ہوں یہ بڑی serious ہے، اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ابھی تو ایگریکلچر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے، اب پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں irrigation کی بحث سے متعلق بات ہوئی تھی، اس کے علاوہ اس پر کل بھی بات ہوئی تھی اور ایک دن پہلے بھی بات ہوئی تھی اگر آج قائد حزب اختلاف تشریف لے آتے ہیں کیونکہ قائد حزب اختلاف اور سینئر منسٹر صاحب سے بات ہو جائے اور اس میں ان کی حاضری ضروری ہو گی تو اس کے بعد آپ مناسب سمجھیں تو بے شک اس پر Monday کو general discussion رکھ لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ابھی سینئر منسٹر صاحب تشریف نہیں لا سکے ہیں اور ان سے رابطہ کر کے پھر ہی ٹائم بنائیں گے کیونکہ یہی بہتر رہے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جونیئر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو اس بات کا علم نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کائرہ صاحب اس بات کو ensure کر دیں کہ Monday کو سینئر منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے تو میرا خیال ہے کہ Monday کو اس انتہائی اہمیت کے حامل معاملے پر general discussion رکھ لیں۔

جناب سپیکر: Monday کو نہ رکھیں، اس کو کسی اور دن لے جائیں گے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے بعد پھر بدھ کو legislation ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! general discussion سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، حکومت کو خود چاہئے کہ اس پر کوئی فیصلہ کرلے اور اس سے پہلے کتنی دفعہ عام بحث ہوئی ہے۔ اس میں آپ معزز ممبران کی دلچسپی دیکھ لیں، کل ہیلتھ پر بحث تھی اور ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ موجود تھا، نہ کوئی منسٹر موجود تھا، یہاں پر صرف دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو عام بحث میں حصہ لے رہے تھے۔ اسی طرح آپ ایجوکیشن کو دیکھ لیں، ہماری تعلیم بک رہی ہے اور غریب آدمی سے تعلیم کا حق چھینا جارہا ہے۔ ہم یہاں committees اور discussions میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ اس کو عام بحث کے لئے رکھا جائے۔ اس میں یہ خود کوئی فیصلہ کرلیں، ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ہم نے پہلے بحث کے لئے کہا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل جب عام بحث ہوئی تو اس وقت نو یا دس آدمی بیٹھے تھے لیکن وہ تمام بحث اور وہ تمام نکات جو معزز ممبران نے یہاں ہاؤس میں اٹھائے وہ آج تمام اخبارات کی بھی زینت بنے ہیں اور میڈیا نے بھی ان کو pick کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان میں اس بات کی sense موجود ہوگی کہ وہاں ہاؤس میں یہ discussion ہوئی ہے اور ان چیزوں پر show concern کیا گیا ہے اس لئے جہاں تک عام بحث کا تعلق ہے اس کا ایک اپنا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، اپناimpactہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): باقی جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے "تعلیم کے بکنے والی" یہ بالکل غلط بات اور پروپیگنڈہ ہے۔ یہ بات پہلے یہاں ہاؤس میںdiscuss ہوئی تھی اس کے بعد میں نے ان معزز ممبران سے جنہوں نے اس کے اوپر بات کی یہ عرض کی تھی، اس میں اپوزیشن کی طرف سے بھی ممبران تھے، باقاعدہ میٹنگarrange کروائی اور اس میٹنگ میں تقریباً دواڑھائی گھنٹے تکdiscussion ہوئی۔ اس میں جو پروفیسر اور لیکچرر ایسوسی ایشن احتجاج کر رہی ہے ان کے تقریباً دس لوگوں نے شرکت کی۔ اس میں ایک ایک چیز کوdebate کیا گیا اور آخر میں ان کے صرف دوconcern تھے۔ ایک یہ کہ فیسیں نہ بڑھائی جائیں اور دوسرا یہ کہ ہماری نوکری کا تحفظ کیا جائے۔ اس کے علاوہ باقی ہر چیز کے ساتھ انہوں نے اتفاق کیا اور مجھے افسوس ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب جو اس دن پیش پیش تھے اس دن جب میٹنگ ہوئی تو ہم ان کو ڈھونڈتے رہے یہ ہمیں اس دن نہیں ملے اور وہ معاملہresolve ہو چکا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے والد بیمار تھے وہhospitalized تھے۔

جناب سپیکر: چلیں، بس ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: رانا صاحب کو اس بات کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو پتا نہیں ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: میں اس لئے نہیں آیا تھا، میں نےrequest کی تھی کہ ان کا آپریشن ہے اور میں حاضر نہیں ہو سکتا تو آپ ایک آدھ دن آگے پیچھے کر لیں۔ یہ رانا صاحب کے علم میں ہے اور انہوں نے میری غیر حاضری کا کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی باتgenuine ہے۔ جی، ملک اعتبار صاحب!

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! ایک چیزobserve کی گئی ہے کہ 2008 کے سوالوں کا جواب 2010 میں وصول ہو رہا ہے اور 2010 بھی اب ختم ہونے کو ہے۔ میرے خیال میں جس ڈیپارٹمنٹ سے بھی متعلقہ سوال کیا جاتا ہے تو وہ سوال دو سال میں یا ڈیڑھ سال میں اپنی افادیت کھو بیٹھتا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہtime limit کر دیا جائے تاکہ اس کا جواب اسی سیشن کے دوران یا اس سیشن کے دوران نہیں تو کم از کم اگلے سیشن میں وصول ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، time limit رکھی ہوئی ہے، آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! دیکھیں! 2008 میں جو سوال کئے گئے ہیں ان کا جواب 2010 کے اختتام پر وصول ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اتنے عرصے میں تو وہ اپنی افادیت بھی کھو بیٹھتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ایک تو میں نے جواب کے بارے میں یہ کہا ہوا ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر اس کا جواب لازمی طور پر آنا چاہئے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ایسے ہوتا ہے کہ ممبر صاحبان اپنے دس دس، بیس بیس اور تیس تیس سوالات دے دیتے ہیں تو ایک ممبر کے دو سے زیادہ سوالات نہیں آ سکتے اس لئے یہ معاملات delay ہو جاتے ہیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! آج کل کون سی مشکل ہے، ایک ڈیپارٹمنٹ نے مثال کے طور پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے مختلف اضلاع سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے تین تین سال جواب نہ آئیں تو اس سے تو بہتر ہے کہ تین مہینے کے اندر ہر صورت جواب آنا چاہئے۔ میرے خیال میں اس میں بہتری آئے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔ اویس اسلم مڈھانہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب! اس کا کیا بنا؟

ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رّویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مڈھانہ صاحب کی جو تحریک استحقاق تھی، میں نے ان کی میٹنگ اپنے آفس میں arrange کروا دی تھی اور یہ معاملہ resolve ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مڈھانہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے لاء منسٹر صاحب کو کہا ہے، مجھ سے تو انہوں نے بات نہیں کی۔ میرے خیال میں کیا ان سے پوچھ لینا بہتر نہیں ہے بجائے اس کے کہ dispose of کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو dispose of کر دیا جائے۔
MR. SPEAKER: It is disposed of.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اس کے بعد price hike پر بحث ہوگی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 667 ہے۔

نوری گیٹ تا سلانوالی سرگودھا روڈ کی تعمیر بند ہونے سے عوام کو پریشانی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا سٹی package کے تحت وائیڈننگ / امپروومنٹ / تعمیر سڑک از نوری گیٹ تا سلانوالی معہ missing link دونوں اطراف نہر لوئر جہلم کارپٹ روڈ از 85 جھال تا پل نہر لوئر جہلم کینال ناردرن برانچ سرگودھا منظور ہوئی تھی جس پر کل لاگت کا تخمینہ 643.196 ملین روپے تھا اور 30- جون 2010 تک اس پر مبلغ 345.552 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ سال 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس منصوبہ کے لئے مبلغ 40 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن کا جی ایس نمبر 1808 اور ایس ایس نمبر 54 ہے۔ ٹھیکیدار نے کافی عرصہ سے اس پر بلاوجہ کام بند کر رکھا ہے اس تاخیر کی وجہ سے جہاں اخراجات میں اضافہ ہوتا جائے گا وہیں پر صرف شدہ کثیر عوامی سرمایا بھی ضائع ہو جائے گا۔ عدم تکمیل کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف کا سامنا ہے مگر محکمہ اس منصوبہ کو مکمل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہا ہے۔ جو محکمہ پراونشل ہائی ویز سرگودھا کی negligence کو ظاہر کرتا ہے جبکہ ٹھیکیدار دانستہ کام نہیں مکمل کر رہا ہے۔ اس منصوبہ کی جلد اور بلا مزید تاخیر تکمیل کو یقینی بنانا بہت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ اس سڑک کی وائیڈننگ / امپرووومنٹ / تعمیر سڑک از نوری گیٹ تا سلانوالی مع missing link دونوں اطراف نہر لوئر جہلم منظور ہوئی تھی اور اب اس کی موجودہ position یہ ہے کہ یہ سکیم سال 11-2010 میں

زیر ADP نمبر 1808 شامل ہے اور حکومت نے 40 ملین روپے کی allocation کی ہے۔ مگر پہلی سہ ماہی میں ترقیاتی فنڈز کا کچھ حصہ سیلاب زدہ علاقے کی بحالی کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ تاہم دوسری سہ ماہی جو quarter اب شروع ہو رہا ہے تو اس میں اس کے فنڈز جاری کئے جائیں گے اور اس سڑک کے اوپر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، .It is disposed of اب next بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 668 ہے۔

کوٹ مومن بھاگٹانوالہ تا لاہور روڈ اور دو رویہ روڈ مین بازار تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں وائیڈنگ / امپروومنٹ / تعمیر 24 فٹ سڑک از کوٹ مومن، بھاگٹانوالہ روڈ تا گٹانوالہ، مٹھالک معظم آباد سڑک براستہ چک نمبر 71 جنوبی، چک نمبر 72 جنوبی، چک نمبر 75 جنوبی بشمول extension, missing line وائیڈنگ / امپروومنٹ / تعمیر سڑک تا لاہور روڈ معہ دو رویہ سڑک مین بازار بھاگٹانوالہ منظور ہوئی تھی جس پر لاگت کا تخمینہ 327.577 ملین روپے تھا اور اس پر 30-جون 2010 تک 206.995 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 11-2010 میں بھی شامل کیا گیا ہے اور جی ایس نمبر 1812، ایس ایس نمبر 58 کے تحت مبلغ 45.056 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ یہ سڑک مکمل ہو سکے۔ سڑک تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے جو اس کی ناقص تعمیر کی نشاندہی کرتی ہے۔ ٹھیکیدار اور محکمہ نے اس کی بروقت اور مطابق تصریحات مکمل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس طرح کثیر عوامی سرمایا ضائع کیا جا رہا ہے۔ محکمہ نے بازار بھاگٹانوالہ کی دو رویہ سڑک پر لائٹس بھی نصب نہیں کی ہیں۔ یہ نہایت اہم عوامی مسئلہ حل کیا جائے اور عوامی سرمایا کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2010-11میں شامل ہے۔اس کا GS No. 1812اور SS No 58ہے اور اس کے تحت 20ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو اس کا لائٹنگ وغیرہ کا بقایا کام رہتا ہے اس کو کروایا جائے گا اور یہ رقم جو ہے اس کا TMA بھاگٹانوالہ نے NOCجاری کرنا ہے اور اس کے NOCجاری ہونے کے بعد اسی مالی سال میں بقایا کام بھی مکمل کروادیا جائے گا۔جہاں تک انہوں نے اس سڑک کی حالت کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی حالت خستہ ہے یا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے محکمہ کا جواب تو یہ ہے کہ یہ اچھی حالت میں ہے اور اس وقت یہ چل رہی ہے۔اگر ان کو اس بارے میں complaintہے تو اس کو دوبارہ چیک کروا لیتے ہیں اور اگر ایسی صورت پائی گئی تو متعلقہ ٹھیکیدار اور محکمہ کے جو ذمہ داران ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اس تحریک التوائے کار کو dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 669بھی چودھری عامر سلطانہ چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

مٹھالک مائنر از 47شمالی تا سرگودھا بائی پاس سڑک کی تعمیر بند اور عوام کے احتجاج کے باوجود محکمہ کی عدم دلچسپی

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ وائیڈننگ/امپروومنٹ/تعمیر سڑک دونوں اطراف مٹھالک مائنر از 47شمالی تا سرگودھا بائی پاس تا مٹھالک، معظم آباد ہمراہ مٹھالک مائنر دونوں اطراف منظور کی گئی تھی جس پر لاگت کا تخمینہ مبلغ 327.577ملین روپے تھا اور سال 2009-10کے اختتام تک اس پر مبلغ 156.357ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔سال 2010-11میں اس سکیم کے لئے جی ایس نمبر 1814اور ایس ایس نمبر 60ہے کے تحت مبلغ 40ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس سڑک پر کافی عرصہ سے کام بند پڑا ہے۔محکمہ سے متعدد بار رابطہ کرنے کے باوجود اس کی تکمیل میں محکمہ نے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔اس سکیم میں محکمہ نے تجاوزات دور کرنے کے لئے بھی کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا اور اس طرح عوامی سرمایا کو ضائع کیا جارہا ہے۔جس مقصد کے لئے یہ سکیم منظور ہوئی تھی وہ بھی محکمہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے معرض التواء میں پڑا ہوا ہے حالانکہ عوام اس سڑک کی تکمیل کے لئے متعدد بار احتجاج بھی کر چکے ہیں اور محکمہ نے ہر

دفعہ عوام کو یقین دہانی کے باوجود منصوبہ کی تکمیل کے لئے کوئی دلچسپی نہیں لی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی یہی گزارش ہے کہ اس سکیم کے لئے 2010-11 میں 40 بلین روپے کے فنڈز مختص ہیں اور پہلی سہ ماہی میں سیلاب کی وجہ سے وہ funds release نہیں ہو سکے۔ اس سہ ماہی میں یہ funds release کر دیئے جائیں گے اور اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ جہاں تک ناجائز تجاوزات کا معاملہ ہے اس سلسلے میں TMA سرگودھا سے رابطہ کیا جا رہا ہے کہ وہ تجاوزات کو وہاں سے ہٹائیں تاکہ یہ کام شروع ہو کر مکمل ہو۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 676/10 چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور ان دوسرے صاحبان کی طرف سے ہے۔ یہ میرے خیال میں اس دن پیش نہیں ہو گئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس میں ایک identical adjournment motion تھی جس پر اس دن یہاں پر بات ہوئی پھر اس کے بعد یہاں پر ایک کمیٹی بنی تھی اور اسمبلی کے باہر جو پروفیسر صاحبان protest کر رہے تھے ان سے ملاقات کر کے آئے اور پھر اس کے مطابق یہاں پر آپ نے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی جس نے ان کے ساتھ بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ بات کی اور یہ معاملہ کم و بیش resolve بھی ہو چکا ہے۔ اس میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ بھی شامل تھیں، جناب اشرف سوہنا صاحب بھی شامل تھے اور ان کے علاوہ کچھ اور ممبران بھی شامل تھے۔ اس دن یہ سارا issue discuss ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں اب بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جناب نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 677/10 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک التوائے کار کو میں ایک منٹ کے لئے pending کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کام کے لئے وہ یہاں پر بیٹھے ہوں۔ وہ ایک دم بھاگ کر داخل ہوں گے اور اگر ایک منٹ کے اندر اندر وہ تشریف نہ لائے تو یہ تحریک پھر otherwise dispose of تصور ہو گی۔ اس کے بعد

محمد اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ان کے آنے کا امکان بھی نہیں ہے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 679/10 ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کو ناقص اور غیر معیاری کھانے کی فراہمی اور ماہانہ کروڑوں روپے عملہ وافسران کی جیبوں کی نذر

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے قیدیوں کے لئے جیلیں تعمیر کی ہوئی ہیں۔ ان جیلوں میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کو کھانے پینے اور دیگر سہولیات کی فراہمی پر سرکاری خزانہ سے سالانہ اربوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں مگر ان قیدیوں کو جو کھانے پینے کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں وہ معیاری نہیں ہوتیں بلکہ بالکل poor کوالٹی کی ہوتی ہیں جن کے کھانے سے قیدی طرح طرح کی مضر صحت بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اشیاء کوالٹی میں ناقص ہونے کے علاوہ وزن میں بھی کم ہوتی ہیں۔ سالن جو فراہم کیا جاتا ہے وہ گرم پانی ہوتا ہے جس میں نمک اور مرچ ڈال کر گرم کر دیا جاتا ہے۔ روٹی ناقص، غیر معیاری ہوتی ہے اور وزن میں بھی کم ہوتی ہے۔ اس طرح ماہانہ کروڑوں روپے ان مدات میں جیل انتظامیہ خُورد بُرد کر رہی ہے۔ اس کاروبار میں جیل کے ادنیٰ ملازم سے لے کر محکمہ جیل خانہ جات کے اعلیٰ افسران تک ملوث ہیں۔ اس طرح ان کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی نہیں کی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 679 کا جواب آیا ہے یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 677/10 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ پنجاب کی تمام جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کو گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر 26-07-2008 کے تحت منظور شدہ سکیل کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے جس کو پہلے میڈیکل آفیسر اور سپرنٹنڈنٹ جیل روزانہ باقاعدہ طور پر چیک کرتے ہیں جو بالکل معیاری ہوتا ہے اور اس کا وزن بھی

سکیل کے مطابق ہوتا ہے نیز جیل کے کھانے سے کبھی کوئی قیدی بیمار نہیں ہوا۔ قیدیوں کی خوراک کی مد میں کوئی بجٹ خُورد بُرد نہیں ہوتا بلکہ اس سلسلے میں کسی ملازم یا آفیسر کی معمولی سی کوتاہی بھی پکڑی جائے تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مزید برآں اعلیٰ افسران اچانک دورے بھی کرتے ہیں اور کھانا چیک بھی کیا جاتا ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق کھانا بالکل معیار کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بھی ایک ماہ میں دو بار جیلوں میں معائنہ کے دوران ان کا کھانا چیک کرتے ہیں اور کبھی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں مختلف اضلاع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان نے اپنے دوروں کے دوران جیلوں کے کھانے کو تسلی بخش قرار دیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سیشن جج صاحب تو چھ ماہ یا سال میں دورہ کرتے ہیں اس دن تو واقعی ٹھیک ہو جاتا ہو گا مگر میں اس کے مستقل علاج کے لئے عرض کروں گا کہ قیدیوں کو جو خوراک فراہم کی جاتی ہے اس میں کوالٹی کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو ساری باتیں بتا دی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ قاعدہ 86 پڑھیں، قاعدہ 85 اور 82 بھی پڑھیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قیدیوں کی جو خوراک چیک کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 680 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

فائرنگ اور آتش بازی پر پابندی کے باوجود بلال پارک سنگھ پورہ لاہور میں باراتیوں کی فائرنگ سے تیرہ سالہ بچہ ہلاک

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے فائرنگ اور آتش بازی پر مکمل پابندی ہونے کے باوجود محلہ اربن کوارٹرز نزد بلال پارک مسجد سنگھ پورہ میں ایک شادی کی تقریب میں باراتیوں نے شراب پی کر ہلڑ بازی کی اور اسلحہ سے بھری گاڑی کی بھرپور نمائش کے ساتھ ساتھ دولہا کے بھائی ننھا گجر نے فائرنگ کی جس کے نتیجے

میں تیرہ سالہ افضال ولد عبدالعزیز شدید زخمی ہو گیا۔جب ننھا گجر کو بتایا گیا کہ بچے کو تمہاری گولی لگ گئی ہے تو اس نے کہا کہ بچے کو کرنٹ لگا ہے اور کچھ نہیں ہوا، اپنا جشن مناؤ، بچے کی ماں چیختی چلاتی رہی لیکن ننھا گجر اور اس کے ساتھیوں نے مدینہ کی محلے کے لوگوں اور ریسکیو 1122 کے اہلکاران نے بچے کو ہسپتال پہنچایا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لا کر مورخہ 5-اکتوبر 2010 کو جاں بحق ہو گیا۔حکومت کی فائرنگ پر پابندی کے باوجود پولیس اور متعلقہ اداروں کی جانب سے فائرنگ کی روک تھام میں ناکامی کی وجہ سے ایک اور انسانی جان چلی گئی جس کے باعث حلقہ کے عوام میں شدید بے چینی، غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے -شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا استدعا ہے کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔جی یا شیخ! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 684/10 ہے، آپ اسے پڑھیں۔

ڈی او (آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی دو ہزار ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کے ایک انتہائی اہم اور اچھے فیصلے کو کس طرح بدنیتی سے کرپشن کی نذر کیا گیا ہے کی ایک مثال ایسے ہے کہ ضلع بھکر میں ڈسٹرکٹ ریونیو نے قواعد و ضوابط کو قطعی نظر انداز کرتے ہوئے جنگلات کی دو ہزار ایکڑ زمین ایسے لوگوں میں تقسیم کر دی جو کسی صورت اس کے مستحق نہ تھے۔حکومتی فیصلہ کے مطابق یہ زمین ایسے گریجویٹس کو دی جانا چاہئے تھی جو ایگریکلچر یا فارسٹری میں گریجویٹس ہوں۔ڈسٹرکٹ آفیسر نے ڈی سی او بھکر کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے تقریباً اسّی لوگوں کو جنگلات کی یہ زمین الاٹ کی اور اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک اچھی سکیم کو تباہ کر دیا۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ نوجوان گریجویٹس کے لئے یہ سکیم بنیادی طور پر اس لئے بنائی گئی کہ جو ایگریکلچرسٹ، فارسٹری، لائیو سٹاک یا اینیمل ہسبینڈری اور ویٹرنری ڈسپنسرز کے گریجویٹ ہوں۔وہ لوگ جو کسی پرائیویٹ یا گورنمنٹ ادارہ میں ہوں وہ ان زمینوں سے اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنی ملازمت سے مستعفی ہو کر باقاعدہ ثبوت

پیش نہ کر دیں۔ یہ امر اس معزز ایوان کے ہر ممبر کے لئے انتہائی حیرت کا باعث ہو گا کہ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے چو بیس ایسے لوگوں کو بھی زمینیں الاٹ کر دیں جو حکومت کے مختلف اداروں میں اب بھی ملازمتیں کر رہے ہیں۔پورے پنجاب میں اس سکیم کے تحت دی گئی زمینوں کا across the board سخت سکروٹنی ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس اچھی کوشش کے بہتر نتائج سامنے آ سکیں ورنہ یہ زمینیں اصل حقداران کو کبھی نہ مل سکیں گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں جو قانون بنا ہے آپ نے وہ نہیں پڑھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! قانون بعد کی بات ہے لیکن اس نے جو الاٹمنٹس کر دی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس میں واقعی کوئی violence ہوئی ہے تو یہ بڑا serious matter ہے لہذا اسے اگلے ہفتے کے لئے pending فرما دیں، اس کا جواب آتا ہے تو پھر اس پر discuss کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر نہیں بولوں گا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ اجازت نہیں دیں گے۔ میں ایک اور مسئلے پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک تحریک التوائے کار کو بہت important تصور کرتے ہوئے پچھلے اجلاس میں فرمایا تھا کہ اس کو pending کرتا ہوں اور اس پر detail جواب آئے گا۔ وہ تحریک التوائے کار نمبر 10/490 منرل واٹر کے بارے میں تھی۔

جناب سپیکر: اسے چیک کیا جائے اور اگر اس پر میرا آرڈر ہے تو پھر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری humble submission تو سن لیں۔ ہوا یہ کہ 12 تاریخ کو۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جن کا ٹائم ہے انہیں کیوں نہیں دے رہے؟ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 686 رانا محمد افضل خان صاحب کی ہے۔

پنجاب حکومت کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور پر واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اٹھائیس کنال رقبہ بر لب شاہراہ پنجاب یونیورسٹی لاہور تا اکبر چوک بجوار دفاتر NESPAK اور LDA فلیٹس جن کی مالیت آج 2۔ارب روپے سے زیادہ ہے NFC کو دفاتر و رہائش ملازمین بنانے کے لئے الاٹ کی۔ NFC تمام کھاد فیکٹریاں فروخت کر دینے کے بعد اب کوئی manufacturing کا کام نہیں کر رہا جبکہ اس کے 95 فیصد ملازمین گولڈن ہینڈ شیک اور اپنے تمام تر مفادات حاصل کر لینے کے بعد فارغ ہو چکے ہیں۔ NFC کے موجودہ چیئرمین اس قیمتی اراضی کو ایک اشتہار کے ذریعہ جو "The News" اخبار میں 25۔ ستمبر 2010 کو شائع کیا گیا ایک ایسی عمارت اور فلیٹ تعمیر کرنے کے لئے Expression of Interest طلب کر رہے ہیں جس کے ذریعہ وہ یہ عمارت سابقہ ملازمین کو فلیٹ الاٹ کر کے تقسیم کریں گے۔ یہ فعل فراڈ کے زمرے میں اس لئے آتا ہے کہ کسی بھی قانون کے تحت یہ مفادات کسی بھی محکمہ کے سابقہ ملازمین کو دیئے نہیں جا سکتے جبکہ وہ خود ان کا نام استعمال کر کے زمین پر قبضہ، بلڈنگ کی تعمیر میں خُورد بُرد اور کمرشل حصہ جات ہڑپ کرنے کے درپے ہیں۔ آج ملک میں سیلاب کی تباہی کے بعد حکومت ایک ایک پیسے کے لئے پریشان ہے اور گنجان آباد لاہور شہر میں عوام کی سہولیات کی شدید قلت ہے۔ حکومت پنجاب کو بغیر کوئی وقت ضائع کئے اس پلاٹ کی الاٹمنٹ کینسل کرنی چاہئے کیونکہ NFC کا ادارہ کھاد بنانے کا کام بند کر چکا ہے اور یہ غریب قوم مزید لوٹ کھسوٹ برداشت نہیں کر سکتی نیز یہ کہ اس زمین پر کوئی نقشہ پاس کیا جائے اور نہ ہی اس کے کسی حصہ کا کوئی انتقال کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میری ایک شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ ہو ہی نہیں سکتی۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار صاحبزادی نرگس ظفر صاحبہ کی ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ انہوں نے بڑی محنت سے یہ کروائی تھی اب پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: وہ بڑی خوش قسمت ہیں کہ آپ انہیں appreciate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 688/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب! جائیں میدان میں دیکھی جائے گی۔

صوبہ میں ملکی و غیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ وہ خوش قسمت ہیں جن کو آپ appreciate کر رہے ہیں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملکی و غیر ملکی pharmaceutical کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ اور ناقابل یقین حد تک عوام کش پالیسیز اور ان کمپنیوں کے باہمی مافیا کی طاقت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کمپنی 100 فیصد سے لے کر 1000 فیصد سے کم منافع پر کام نہیں کر رہی۔ یہ کمپنیاں 25 فیصد تک declared commission اپنے ایجنٹوں کو دے رہی ہیں جس سے ان کے اصل منافع کا اندازہ لگانا بھی مشکل نہ ہے۔ ان کمپنیوں کے ہتھکنڈوں میں سے ایک کامیاب ہتھکنڈا Research and Development(R&D) کی شکل میں عوام کی جیبوں پر ڈاکا ڈالنا ہے۔ جب کوئی بھی کمپنی کوئی نئی دوا مارکیٹ میں لانا چاہتی ہے تو فرض کریں اس کی اصل قیمت base price اگر -/200 روپے فی پیکٹ ہے تو وہ کمپنی مل ملا کر R&D کے لبادے میں اس base price یعنی بنیادی قیمت پر منافع کا 1000 فیصد تک قیمت بڑھا لیتی ہے یعنی -/200 روپے کی دوائی -/2000 روپے تک مارکیٹ کی جاتی ہے۔ R&D کے تحت زیادہ سے زیادہ

validity period دس سال ہے۔ایسی کمپنیاں نو سال تک عوام کو ناجائز طور پر اربوں روپے سے محروم کرتی ہیں اور دسویں سال میں داخل ہوتے ہی اس دوا کی مارکیٹنگ بند کر دیتی ہیں اور کسی دوسری کمپنی کو اس کے rights خفیہ یا اعلانیہ جیسا موقع ملے بیچ دیتی ہیں اور وہ دوا عوام کو پھر اسی قیمت پر ملتی رہتی ہے جس قیمت پر وہ متعارف کروائی گئی تھی۔آج حالت یہ ہے کہ عوام انتہائی مہنگے داموں پر Polycrol, Mucaine, Calpol, Brufen اور Motallium جیسی روزمرہ استعمال ہونے والی دوائیں بھی انتہائی مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہیں۔جان بچانے والی ادویات کی فراہمی اور قیمت میں ان کمپنیوں کا کردار ایک علیحدہ داستان الم ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تقریباً تمام بچوں کے لئے ضروری vaccines بھی مارکیٹ میں نایاب ہیں اور منہ مانگے داموں فروخت کی جارہی ہیں۔معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ حقیقت جان کر دکھ ہوگا کہ ایک کمپنی نے پچھلے سات ماہ میں 7۔ارب روپے کا ناجائز منافع surgical sutures جو کہ حادثات میں زخمی مریضوں کے گہرے زخموں کو stitch کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے سے کمایا اور جب یہ معاملہ میڈیا میں آیا تو کمپنی نے یک لخت 350 فیصد قیمت کم کر دی۔اس سے ان کمپنیوں کے اصل شرح منافع کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ایک طرف تو عوام کو یہ کمپنیاں بُری طرح لوٹ رہی ہیں اور دوسری طرف بہت سی pharmaceutical کمپنیاں غیر معیاری اور جعلی ادویات بھی بنارہی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت drug policy کا عملاً کوئی وجود قطعاً کہیں نہ ہے جو عوام کے مفاد اور حقوق کو تحفظ دے سکے اور ویسے بھی یہ تب تک ممکن نہ ہے جب تک ارباب اختیار سے free medical facilities جن پر اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے کی ناجائز مراعات واپس نہ لے لی جائیں پھر انہیں اندازہ ہو سکے گا جب وہ یہ ادویات جیب سے خریدیں گے کہ عوام کو اس کا کیا سامنا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!مزید ایک sentence کی اجازت دے دیں، just one sentence کی اجازت دے دیں۔میں صرف آپ کی توجہ کل کے "ڈان" اخبار کی طرف دلاؤں گا۔"ویاگرا" نام کی ایک دوائی کے حوالے سے اس کے اندر ایک آرٹیکل لکھا گیا ہے۔اگر آپ اجازت دیں گے تو میں Monday کو اسے پڑھ دوں گا۔اس سے اندازہ ہوگا کہ کتنا بڑا منافع کمایا جارہا ہے، یعنی اس سے بڑا منافع ہی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔آپ اس کو ضرور پڑھیں۔

جناب سپیکر: بس، اب آپ بیٹھ جائیں۔اس تحریک کو ہم next week تک کے لئے pending کرتے ہیں۔اگلی تحریک بھی آپ کی ہے۔اس کو بھی اب آپ بعد میں پڑھیں گے۔رانا صاحب! کیا آپ شیخ صاحب کی تحریک کا جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ جو تحریک پیش کی ہے اس کو next week تک کے لئے pending فرمادیں لیکن جو انہوں نے آپ کو حکماً کہا ہے کہ آپ فلاں چیز ضرور پڑھیں، اس پر مجھے اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: وہ میں نے already next week کے لئے pending کر دی ہے۔باقی انہوں نے حکماً نہیں کہا بلکہ برادرانہ طور پر کہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا صاحب ویسے ہی مجھے آپ سے لڑانا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسی بات نہیں ہے۔اللہ خیر کرے گا۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 689 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 690 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ان دونوں کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران
کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" اور روزنامہ "اوصاف" لاہور مورخہ 6-اکتوبر 2010 میں چھپنے والی اس خبر کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ پنجاب بنک کروڑ پتی سکیم کے 9 کروڑ روپے کی کرپشن بے نقاب کرنے والے چار افسران کو جھوٹے مقدمہ میں پھنسانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں، ان چاروں افسران نے سابق حکومت کے دور کے ایک ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ کو آرڈیننس کی کرپشن کو بے نقاب کیا تھا جس پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان چاروں افسران کو ساٹھ ساٹھ ہزار روپے کے انعامات سے نوازا تھا مگر اب بااثر مافیا ان افسران کو جھوٹے اور جعلی مقدمات میں پھنسانے میں مصروف

ہے۔کیا کرپشن پکڑوانا جرم ہے، کیا بااثر افسران اتنے ہی طاقتور ہیں کہ کروڑوں کی کرپشن کر کے کھلے عام پھر رہے ہیں اور بدنام سیاستدانوں کو کیا جاتا ہے؟ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی کرپشن کا ریکارڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے پی اینڈ سی سیکشن میں محفوظ تھا اس کو آگ لگوا کر راکھ کر دیا گیا مگر متعلقہ کسی افسر یا اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ پنجاب بنک سکینڈل پہلے ہی منظر عام پر آ چکا ہے اب یہ بھی پنجاب بنک کا ایک اور سکینڈل ہے جس میں کروڑوں کی کرپشن ہوئی ہے اور کرپشن کرنے والے کھلے عام پھر رہے ہیں، جنھوں نے اتنے بڑے کرپشن سکینڈل کو پکڑوایا اب ان کو تنگ کیا جارہا ہے۔ جن نادیدہ قوتوں نے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کو آرڈیننشن تعلقات عامہ پنجاب کی انکوائری کو دبوایا ہوا ہے ان کو منظر عام پر لایا جائے اور جن ایماندار افسران نے اپنا فرض پورا کر کے کرپشن پکڑوائی ہے ان کو تحفظ دیا جائے۔ کروڑوں روپے کرپشن کے مرکزی کردار کو بے نقاب کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی آپ next Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

بلاک نمبر 3، گلی نمبر 1 میں واقع امام بارگاہ قیصر ابی طالب سرگودھا پر اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر فیصل آباد کا ناجائز قبضہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق امام بارگاہ قیصر ابی طالب پلاٹ نمبر 314 گلی نمبر 1 بلاک نمبر 3 سرگودھا جو سید اقبال محمد صوفی نقوی کی موروثی جائیداد پر واقع ہے اور جس کے سید محمد طاہر عباس نقوی و دیگر وارثان برابر کے حصے دار ہیں اس پر علی حماد اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر ضلع فیصل آباد ولد محمد حسین وغیرہ نے امام بارگاہ ہذا پر ناجائز طور پر قبضہ کر کے بدنیتی سے تالا بندی کی ہوئی ہے اور امام بارگاہ مذکورہ پر ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مجالس عزا کا انعقاد زبردستی روک رکھا ہے۔ نیز علی

حماد مذکورہ نے امن کمیٹی سرگودھا کے ارکان کو ہٹ دھرمی سے امام بارگاہ کے تالے کھولنے سے انکار کر دیا ہے اور دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں کہ آئندہ امام بارگاہ ہذا میں مجالس منعقد نہ کی جائیں۔امن کمیٹی ضلع سرگودھا کے ممبر نے وزیراعلیٰ پنجاب سے اپیل کی ہے کہ مذکورہ ناجائز کارروائی کو جلد از جلد ختم کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں ورنہ محرم الحرام کے دوران جو عنقریب شروع ہو رہا ہے شدید امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے کا امکان ہے۔اس خبر سے ضلع سرگودھا کے عوام میں بالعموم اور اہل تشیع میں بالخصوص بے چینی،اضطراب اور تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک چودھری ظہیر الدین خان،سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے معزز ممبران کی طرف سے ہے۔اس کو کون صاحب پڑھیں گے؟

صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلا اور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 5-اکتوبر 2010 کی خبر کے مطابق موسم کی تبدیلی کے بعد شہر کے مختلف علاقوں میں مچھروں کی بہتات شروع ہو گئی ہے جس میں ڈینگی وائرس کے مچھروں نے بھی پرورش پانا شروع کر دی ہے اور ڈینگی وائرس کے ابتدائی آٹھ شکار مریض لاہور کے چار بڑے ہسپتالوں میں رپورٹ کئے گئے ہیں۔اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے لاہور کے کسی بھی ہسپتال میں ڈینگی وارڈ بنائے گئے اور نہ ہی مطلوبہ ادویات میسر ہیں۔میو،جنرل،گنگارام،سروسز،چلڈرن،جناح اور دیگر ہسپتالوں میں ڈینگی کے شبہ میں آنے والے مریضوں کو عام وارڈ میں رکھا جا رہا ہے۔میو ہسپتال میں تین،

گنگارام میں دو، جناح میں دو اور سروسز ہسپتال میں ایک مریض کا ڈینگی ٹیسٹ کیا گیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری غیر موجودگی میں ابھی Law Minister صاحب نے Board of Governors کے ساتھ پروفیسر ایسوسی ایشن کی طرف سے جو نمائندے اس issue پر بات کرنے کے لئے آئے تھے ان کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے ان کا احوال پیش کیا۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کمیٹی میں نے بنوائی، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم رانا ثناء اللہ صاحب کو بڑے تردد کے ساتھ مذاکرات کی table پر لے آئے، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رانا صاحب نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کے نمائندے وہاں پر موجود تھے اور انہوں نے Secretary Higher Education کی موجودگی میں one by one اپنے تمام تحفظات ان کے سامنے پیش کئے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انہوں نے کچھ چیزوں کے اوپر وعدہ بھی فرمایا لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ معاملہ resolve ہو چکا ہے۔ یہ معاملہ اس وقت resolve ہوگا کہ 1960 کے ایکٹ کے مطابق Board of Governors کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ وہ فیسیں بڑھا سکتا ہے، اس کے پاس یہ اختیار بھی موجود ہے کہ وہ اساتذہ کے تبادلے کر سکتا ہے، اس کے پاس یہ اختیار بھی موجود ہے کہ وہ property sale کر سکتا ہے۔ اس قانون میں ترمیم کرنے کا اختیار اگر کسی کے پاس ہے تو وہ صرف اسمبلی کے پاس ہے تو یہ مسئلہ اس وقت resolve ہوگا جب اسمبلی میں اس ایکٹ میں ترامیم ہوں گی اور اس مسئلے کو یہاں پر بحث کے لئے رکھا جائے گا اور اس کے علاوہ ان کا ایک مطالبہ تھا کہ انتقامی کارروائیاں کرتے ہوئے جن پروفیسروں کے تبادلے ہوئے ان کو واپس لیا جائے گا اور اس چیز کا وعدہ رانا ثناء اللہ صاحب نے کیا۔ رانا صاحب نے جو وعدہ فرمایا وہ بھی ابھی تک جوں کا توں وہیں ہے یعنی ابھی تک تبادلے واپس نہیں ہوئے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ جب تک قانون میں ترامیم لا کر انہیں اس کے اوپر مکمل طور پر satisfied نہیں کر لیا جاتا اس وقت تک ہم اس مسئلے کو resolve نہیں کہہ سکتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! آپ اس میں کیا کہنا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ آمنہ الفت کی اپنی سمجھ ہے کہ وہ اس معاملے کو resolve سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن یہ معاملہ اس دن مذاکرات میں میری حد تک resolve ہو چکا ہے، اس کے لئے کسی قانون میں amendment کی ضرورت نہیں ہے اور جہاں تک انتقامی کارروائیوں کا تعلق ہے ان چیزوں کا جائزہ لیا جا رہا ہے ان میں سے جو کارروائی انتقامی کارروائی کے زمرے میں آئے گی اسے withdraw کروایا جائے گا اور جو کارروائی انتقامی کی بجائے انتظامی کارروائی کے زمرے میں آئے گی اس کو قطعی طور پر withdraw نہیں کیا جائے گا کیونکہ آخر department نے ایک discipline کے ساتھ چلنا ہے۔

جناب سپیکر: اسمبلی کی مجالس میں ترمیم کے حوالے سے وزیر قانون تحریک پیش کریں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟

مجالس قائمہ برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال کی چیئرپرسن کے استعفے سے خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی-99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی-99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی۔99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کل یہاں پر ایک نشاندہی کی تھی کہ "ڈان" اخبار میں ایک رپورٹ چھپی تھی جس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ 31 لاکھ weapons گورنمنٹ سٹور سے غائب ہو گئے ہیں، اگر وہ رپورٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہے تو رانا صاحب اس پر کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی رپورٹ آ گئی ہے میں نے وہ رپورٹ منگوانے کے لئے اپنا folder بھجوایا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ رپورٹ folder میں ابھی آ جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر ایک گزارش کی تھی جس پر آپ نے آج کے لئے کہا تھا کہ وزیر اریگیشن آئیں گے تو وہ اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب آئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے کہا تھا کہ وہ نہیں بھی آئیں گے تو اس پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ دیکھیں، میری بات کو اس طرح نہ کیا کریں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جب بھی وزیر صاحب آئیں گے تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اللہ وزیر صاحب کو جزائے خیر دے، وہ آتے ہیں اور ایک سیاسی قسم کا بیان دے کر دو منٹ بیٹھتے ہیں اور پھر اٹھ کر چلے جاتے ہیں، انہوں نے کب کوئی serious

بات کی ہے، آپ اس بات کا انصاف کریں کہ انہوں نے کب ہماری اریگیشن پالیسی پر یا ہمارے پانی کے مسئلہ پر کوئی سنجیدہ بات کی ہے؟

جناب سپیکر: ہم نے ان کے مشورے سے ایک دن اریگیشن پر رکھنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے کل ایک اور گزارش کی تھی کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہمیں یہ بتادے کہ ہماری خریف کی فصل کے لئے پانی کا حصہ جو 34 ملین ایکڑ فٹ تھا اس میں سے کتنا ہمیں ملا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ اگر House of sense ہے تو آپ Monday کو اس پر بحث کے لئے دن رکھ دیں۔ اس دن سیکرٹری اریگیشن بھی آ جائیں گے اور وزیر صاحب سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ بھی تشریف لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو بھی پابند کریں کہ وہ بھی تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: انہی کے لئے تو رانا صاحب کہہ رہے ہیں، انہیں اس دن موجود رہنا پڑے گا۔ آج میرے پاس price hike پر بحث کے لئے جو نام آئے ہیں، میاں نصیر صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، رانا محمد افضل صاحب، رانا محمد ارشد صاحب، یٰسین سوہل صاحب۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! price hike پر بحث کے لئے وزیر خوراک چودھری عبدالغفور پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے۔ میں شیر علی صاحب کی بات پر answer کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کا پورا ریکارڈ معلوم کیا ہے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ "ڈان" جیسے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): خبر یہ تھی کہ "3 ملین، یعنی 30 لاکھ ہتھیار مال خانے سے غائب ہو گئے ہیں۔" ایک بات تو یہ ہے کہ ان دس سالوں میں ٹوٹل اٹھائیس لاکھ پچاس ہزار آٹھ سو اڑتالیس weapon recover by the Punjab Police ہوئے ہیں۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ ان 28 لاکھ میں سے 23 لاکھ 16 ہزار 750 گولیاں اور کارتوس ہیں۔ آپ ان معنوں میں کارتوس کو ہتھیار نہیں کہہ سکتے۔ اگر یہ 23 لاکھ نکالیں تو باقی پانچ لاکھ ہتھیار بنتے ہیں، 3 ہزار 317 گرنیڈز ہیں، 5 ہزار 607 کلاشنکوفیں ہیں، 49 ہزار 823 رائفلیں ہیں، 77 ہزار 366 گنیں ہیں اور 3 لاکھ 10 ہزار 951

ریوالور ہیں اور 70 ہزار کاربین ہیں اور باقی 23 لاکھ صرف کارتوس اور گولیاں ہیں۔ اس حساب سے یہ کہنا کہ 5 لاکھ میں سے 30 لاکھ missing ہوں گے وہ بالکل بے بنیاد خبر ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے باقی تو بتا دیا ہے اور بڑا اچھا clear کر دیا ہے لیکن یہ بھی بتا دیں کہ اس میں سے غائب کتنے ہوئے ہیں، اگر 30 لاکھ نہیں ہوئے تو کتنے غائب ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مال خانے کی رپورٹ کے مطابق کوئی بھی ہتھیار غائب ہونے کی رپورٹ نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

جناب سپیکر: ہتھیار غائب ہونے کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ اب وزیر خوراک پالیسی بیان دیں گے، اس کے بعد ادھر سے اپوزیشن لیڈر شروع کریں گے۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یقیناً مہنگائی کے لئے کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ ایک بڑا sensitive مسئلہ ہے لیکن اس کے پیچھے بہت سی وجوہات ہیں جو میں انشاء اللہ عرض کروں گا۔ ایک تو یہ gradually بڑھی ہے اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنی efforts کی ہیں۔ کہیں پر Price Control Committee سے لے کر Consumer Courts تک کام کر رہی ہیں، کہیں پر رمضان بازاروں سے لے کر اتوار بازار تک ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ ہر غریب سے غریب شخص تک price control کر کے ان کو facilitate کیا جائے۔ اس سے پچھلے رمضان شریف میں بھی باقاعدہ طور پر رمضان بازار لگائے گئے اور اس دفعہ بھی رمضان بازار لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی اور بھی کافی وجوہات ہیں۔ مثال کے طور پر اگر تیل مہنگا ہوتا ہے تو اس کا اثر ہر چیز پر پڑتا ہے۔ اگر بجلی مہنگی ہوتی ہے تو اس کا اثر بھی ہر چیز پر پڑتا ہے، اگر گیس مہنگی ہوتی ہے تو ہر چیز پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر import ہونے والی چیزوں میں

delay ہوتا ہے تب بھی قیمتوں پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن جب ہم مہنگی چیزیں منڈی میں دیکھتے ہیں تو اس پر یہ سوچ ضرور پیدا ہوتی ہے کہ ایک زرعی ملک میں پیاز، ٹماٹر، آلو اور اس قسم کی چیزیں مہنگی کیوں ہیں؟ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب کی پچھلی گورنمنٹ میں بھی انہوں نے جعلی ادویات پر پابندی لگائی، زمیندار کو زیادہ سے زیادہ facilitate کیا اور اس دفعہ بھی چیف منسٹر کی main priority پر زراعت کو رکھا گیا ہے۔ ہم نے ہر زمیندار کو facilitate کیا ہے اور مزید ان کو انشاء اللہ تعالیٰ facilitate کریں گے۔ چیف منسٹر نے دس ہزار ٹریکٹر دو لاکھ کی سبسڈی کے ساتھ زمینداروں کو دیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ زمیندار کو فائدہ ہو، زمیندار کام کرے اور جب زمینوں پر proper کام ہوگا تو وہ چیز منڈیوں میں provide ہوگی۔

جناب سپیکر! ذخیرہ اندوزی بھی مہنگائی کی ایک وجہ ہے۔ ہم اس پر بھی کوشش کر رہے ہیں کہ زمیندار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ جب ایک سبزی ایک دیہات سے چلتی ہے تو اس کی قیمت کچھ اور ہوتی ہے لیکن جب وہ منڈی میں آتی ہے تو درمیان میں ایک شخص ایسا آتا ہے جو زیادہ سے زیادہ منافع کماتا ہے اور اس کا سارا بوجھ ultimately عوام پر پڑتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ مہنگائی صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ internationally بڑھی ہے۔ روپے کا devalue ہونا بھی ایک وجہ ضرور ہے لیکن گورنمنٹ کی پوری کوشش ہے اور اس سے ہم بالکل چشم پوشی نہیں کر رہے ہیں۔ مہنگائی gradually بڑھی ہے، یہ ایک دن میں بڑھی ہے نہ ایک سال میں بڑھی ہے بلکہ یہ مہنگائی یہاں تک کئی سالوں میں آئی ہے۔ اس کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنی عوام کو ہر لحاظ سے facilitate کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میں ذخیرہ اندوزی کی بات کر رہا تھا میں اپنی بات کو تھوڑا سا بڑھانا چاہوں گا۔ یقیناً ذخیرہ اندوزوں کا مہنگائی کرنے میں main role ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ذخیرہ اندوزی پر maximum کنٹرول کیا ہے۔ اگر ہم چائنا کی بات کریں تو انہوں نے پہلے ذخیرہ اندوزوں کو warn کیا وہ اس سے باز نہیں آئے، second time پھر ان کو warn کیا گیا وہ پھر اس سے باز نہیں آئے، تیسری بار انہوں نے ذخیرہ اندوزوں کو چوکوں میں پھانسی چڑھا دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ سزا اور جزا کا ایک سسٹم بنے اور وہ سسٹم انشاء اللہ تعالیٰ بنے گا۔ اس میں جو لوگ involve ہیں وہ ذخیرہ اندوزی کر کے مہنگائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر کوئی چیز import کی جاتی ہے اور اگر import میں delay ہو جائے تو وہ بھی مہنگائی کی ایک main وجہ بنتی ہے اس کے لئے رمضان شریف سے پہلے بھی چیف منسٹر نے فیڈرل گورنمنٹ کو بار بار لکھا کہ آپ timely چونکہ آگے رمضان شریف آ رہا ہے چینی اور اس طرح کی دوسری اشیاء جو import کرنے والی ہیں ان کو فوری import کریں تاکہ مہنگائی پر کنٹرول کیا جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کے علاوہ مرکزی حکومت کا اس میں بڑا اہم role ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور مشاورت کے ساتھ اچھے طریقے سے اس کو manage کریں گے اور پنجاب حکومت اس پر کام کر بھی رہی ہے۔ ہم عوام کو مزید maximum facilitate کریں گے۔ ہماری ہر ممکن کوشش ہے کہ مہنگائی نہ بڑھے اور ہم ہر ایک شخص کو facilitate کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب چاول کا سیزن آنے کو ہے، ذرا کاشتکار کا خیال کریں۔ اس بارے میں بھی جلد از جلد پالیسی بنا کر لوگوں کو بتادیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جناب لیڈر آف دی اپوزیشن! باقی صاحبان کو تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا کیونکہ آج جمعہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی معروضات تھوڑے وقت میں مکمل کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ میرے اپوزیشن کے جو ساتھی ہیں ان کو آپ زیادہ ٹائم دے سکیں۔ مہنگائی کے بارے میں حکومتی ارکان کو کچھ کہنا نہیں ہے، اگر وہ کوئی اپنی تجاویز دینا چاہیں تو وہ لکھ کر بھی گورنمنٹ کو دے سکتے ہیں اور پارلیمانی پارٹی میں بھی بات ہو سکتی ہے۔ آج چونکہ وقت تھوڑا ہے میری استدعا ہے کہ اپوزیشن والوں کو time دیا جائے اور اگر time بڑھایا جا سکتا ہے تو اگلے دن تھوڑی دیر کے لئے لے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگلے روز منسٹر صاحب conclude فرمالیں گے۔

جناب سپیکر! آج کا جو موضوع مہنگائی ہے وہ اپنے اس لفظ سے ہی منہ سے بولتا ہے اور آج حسب روایت جب کوئی debate شروع ہونی ہوتی ہے تو honourable منسٹر جو اس portfolio کے ہوتے ہیں انہوں نے اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دینی ہوتی ہے۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج منسٹر صاحب کے ارشادات میں حکومت پنجاب کی کوئی پالیسی کہیں پر نظر نہیں آئی سوائے اس کے کہ ہاں! مہنگائی ہے اور مہنگائی ہے۔ آخر پر انہوں نے اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ میں ایک لفظ mission

کہا کہ وفاقی حکومت بھی اس کی ذمہ دار ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وفاقی حکومت بھی ذمہ دار ہے تو اس کے ساتھ رابطے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بہتر کوئی نہیں ہے اور ہر وقت وہ ان سے رابطے میں ہوتے ہیں حتیٰ کہ جب ان کے MNA صاحبان کی طرف سے ایک تقریر کی جاتی ہے تو پھر بھی وزیر اعلیٰ صاحب ہی معذرت کے لئے وزیر اعظم کے ساتھ فوری طور پر رابطے میں ہوتے ہیں۔ ان کے جتنے بھی سیاسی مسائل ہوتے ہیں وہ سارے ناشتوں، لنچ اور ڈنر پر discuss ہوتے رہتے ہیں لیکن مہنگائی کے اوپر کبھی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ لانگ مارچ سیاسی طور پر announce ہو جاتے ہیں لیکن مہنگائی کے لئے لانگ مارچ وفاقی حکومت کے خلاف کبھی announce نہیں کیا گیا کہ وفاقی حکومت ہماری بات نہیں سن رہی اس لئے ہم اپنے صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے مہنگائی کے خلاف بھی ایک لانگ مارچ کریں گے جو اسلام آباد کو جائے گا۔ منسٹر صاحب کے ارشاد کے مطابق کہ وہاں سے ہمیں relief نہیں مل رہا اس لئے ہم اس مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے یہ لانگ مارچ شروع کر رہے ہیں جو کبھی بھی حکومت پنجاب کی طرف سے announce نہیں ہوا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی کا جِن اور اس کا تکلیف دہ عمل جو جاری ہے اس کی شدت بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ یہ بات کر کے آپ کو احساس دلا رہے ہیں۔ چودھری صاحب! حکومت کو نہیں بلکہ آپ کو خود پہلے لانگ مارچ کرنا چاہئے تھا اسی لئے آپ کا یہ کام کسی اور نے کرنا شروع کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کے ارشادات اور احکامات کی تکمیل کے بعد استفادہ کروں گا اور اس پر انشاء اللہ عمل بھی کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی تو بڑھی ہے لیکن مہنگائی کا احساس اس لئے زیادہ بڑھ رہا ہے کہ آج سے تین سال پہلے جب الیکشن ہوا تو اس الیکشن کی ساری تقاریر تحریر کی شکل میں اخبارات اور میڈیا میں موجود ہیں۔ جب دو پارٹیوں کی طرف سے خصوصاً پنجاب کی بڑی پارٹی کی طرف سے کہا گیا کہ ہم 1997 والی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے۔ 2007 میں یہ کہا جا رہا تھا کہ ہم 1997 کی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے اور لوگ اسے نہیں سمجھے۔ یہ ایک decoy تھا اور camouflage کر کے ایک کڑوی گولی دی جا رہی تھی جس میں عوام trap ہو گئے جو سمجھے کہ شاید یہ جو کہہ رہے ہیں وہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اب عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا ہے اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کرنا بھی چاہتے ہیں تو ان میں کرنے کی اہلیت نہیں ہے کیونکہ مہنگائی پر کنٹرول ان کے بس سے نکل چکا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ آج مہنگائی سے صوبے کے

اندر کیا کیا ہو رہا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی اسی سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ میں ضروریات زندگی کی مختلف چیزوں میں اضافے جناب کے گوش گزار کر دوں کہ 2007 کے بعد آٹے کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ، چینی کی قیمت میں 168 فیصد اضافہ، مرغی کے گوشت میں 50 سے 80 فیصد اضافہ، مٹن فی کلو کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ، بیف میں 80 فیصد اضافہ اور دودھ کی فی لیٹر کی قیمت میں 90 فیصد اضافہ ہوا ہے جو بچوں کی ایک خوراک ہے کیونکہ بچوں کا سانس کا ناتا جوانی تک لے جانے کے لئے دودھ بہت ضروری ہے۔ اسی طرح انڈوں اور مرغیوں میں تو بڑی بڑی شخصیات اس ٹریڈ میں آ چکی ہیں، بجلی کی قیمتوں میں 100 فیصد اضافہ اور گیس کی قیمتوں میں مجموعی طور پر 50 فیصد اضافہ ہوا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں محکمے وفاق کے ہیں جیسا کہ جناب منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وفاق کے حصے میں بھی کچھ آتا ہے لہذا یہ دونوں چیزیں بھی انہی کے حصے میں آتی ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لوگ تقابل کب کرتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لکھی پڑھی چیز سے تو انکار نہیں ہے کہ جو آدمی آج سے دس دن پہلے کوئی چیز اپنی جیب سے خرید چکا ہوتا ہے اور دس دن بعد کسی اور شکل میں اسے pay کرنا پڑتا ہے تو دس دن پہلے والی قیمتیں اسے یاد آتی ہیں۔ 2007 میں آٹے کی قیمت -/16 روپے کلو تھی اور 2010 میں -/32 روپے کلو ہے۔ میں یہ تقابل آپ کے حضور اور میڈیا کی سماعت کے لئے بھی عرض کرتا ہوں کہ چینی کی قیمت -/28 روپے کلو تھی اور آج -/75 روپے کلو ہے۔ اسی طرح چینی کو آج کی اخبارات کی زینت بھی بنایا گیا ہے کہ آج -/60 روپے فی من قیمت بڑھ گئی ہے جبکہ منسٹر صاحب یہاں پر اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں جنہیں شاید یہ علم تھا۔ میری یہ خواہش تھی کہ وہ کم از کم آج کی قیمتیں لے کر آتے اور انہیں صرف پڑھ لیتے تو پالیسی سٹیٹمنٹ میڈیا کی سمجھ میں بھی آ جاتی اور میڈیا کے ذریعے لوگوں تک بھی چلی جاتی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرغی کا گوشت -/100 روپے کلو تھا اور آج -/170 روپے کلو ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ چیزیں روزانہ ٹی وی پر بھی بتائی جاتی ہیں اور اخبارات میں بھی بتائی جاتی ہیں۔ کون سا ایسا شخص ہے جس کو اس بات کا پتا نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! روزانہ اموات ہوتی ہیں اور اگلے دن اسی طرح کی خبر پھر آتی ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مرغی کا گوشت -/170 روپے نہیں بلکہ -/135 روپے فی کلو ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ بات منسٹر صاحب اپنی wind up speech میں بتا دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روزانہ خودکشیاں ہوتی ہیں لیکن اگلے دن اخبارات میں پھر خبر آتی ہے کہ آج خودکشیاں ہوئی ہیں۔ مہنگائی کے حوالے سے یہ چیزیں دہرانے والی ہیں۔ میں اب ایک پسندیدہ موضوع کی طرف آ جاتا ہوں کہ یوریا کھاد -/550 روپے تھی لیکن اب آپ کو پتا ہے کہ -/1000 روپے سے بھی cross کر چکی ہے۔ ڈی اے پی کی قیمت -/1500 روپے تھی اور آج -/2800 روپے میں بک رہی ہے۔ اسی طرح لوڈ شیڈنگ 16 گھنٹے اور بے آرامی 24 گھنٹے ہے اور یہ بھی وفاق کے حصے میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ چیزیں اس لئے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہیں کہ ہمیں تین بجٹ مل چکے ہیں۔ آپ یہاں پر منصف اور custodian of the House کے طور پر تشریف فرما ہیں اور میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کی طرف سے آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ تحمل سے ہمیں سننے کے بعد ہماری راہنمائی بھی فرماتے ہیں اور ہماری آواز میڈیا اور عوام تک پہنچانے کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو بجٹ استعمال ہو چکے ہیں اور تیسرا استعمال ہو رہا ہے۔ خزانے، عوام کے ٹیکسوں اور divisible pool سے لیا گیا پیسا اس حکومت کی kitty میں جا چکا ہے اور اب حکومت نے دو کا استعمال کر لیا ہے اور ایک کا کر رہے ہیں جو 1400۔ارب روپے ہے۔ دیکھا جائے تو on ground ایسا کون سا نیا پراجیکٹ ہے جو public welfare کے لئے اس 1400۔ارب روپے میں سے بنا ہے۔ اب ایک خوشحال صوبہ مقروض صوبہ ہو گیا ہے اور سٹیٹ بنک کو اب نہیں جھٹلایا جا سکتا کہ 100۔ارب روپے سے زیادہ کا OD اور loan ہے۔ جب اس حکومت نے takeover کیا تو پچھلی حکومت نے 76۔ارب روپے خزانے کی kitty میں چھوڑے تھے جو ledgers بتاتی ہیں۔ یہ ساری amount ملائیں تو 1600۔ارب روپے سے زیادہ بن جاتے ہیں۔ اب 1600۔ارب روپے خرچ کرنے کے بعد عوام بجا طور پر پوچھتے ہیں کہ اس کے باوجود ہماری قسمت میں مہنگائی کیوں ہے؟ یہ بہت اہم سوال ہے اور ہر بات کسی وجہ سے ہوتی ہے۔

بات بے بات ہو نہیں سکتی، بات مشکل سے بات ہوتی ہے
بات ہیرا ہے بات موتی ہے بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے

جناب سپیکر! اس حوالے سے بات کرنے کے لئے حکومتی بنچوں یا دوسرے ساتھیوں کی طرف سے کہا جائے کہ پچھلے سال آپ نے یہ بات کر لی تھی لیکن پچھلے سال کے بعد آج اگر حالات میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہوتی تو پھر یہ پچھلی بات ہیرا اور موتی ہوتی لیکن اگر نہیں ہے تو آج کی بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے جسے سننا پڑتا ہے۔ میں یہ بتا دوں کہ مہنگائی کی وجہ سے جرائم میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے جو نوجوان کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کے پاس صرف دو راستے بچے ہیں یا تو وہ جرائم کریں یا خودکشی کریں اور اللہ نہ کرے ایسا موقع ہو۔ حکومت کے پاس ابھی دو بجٹ باقی ہیں تو ان کے پاس موقع ہے کہ یہ 1997 کی قیمتوں پر قیمتیں واپس لے آئیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ 1997 کی قیمتیں نہیں بلکہ 2006 یا 2007 کی قیمتیں لے آئیں کیونکہ نوجوان بھی یہی مانگتے ہیں۔ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ کے مطابق صرف اگست اور ستمبر 2010 میں ڈکیتی کی 1000 سے 1200 ماہانہ وارداتیں ہوئی ہیں، ان ڈکیتیوں کی بڑی وجہ مہنگائی ہے اور مہنگائی کی وجہ سے نوجوانوں کا اپنے بس سے باہر ہو جانا ہے۔ وہ اپنا bread and butter چلانے، اپنے گھر والوں، بوڑھے ماں باپ، دادا، دادی اور اپنے بچوں کے سانس کا ناتا قائم کرنے کے لئے یہ وارداتیں کرتے ہیں۔ جب مہنگائی کنٹرول میں نہیں رہتی، جب بے روزگاری کے اوپر ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے، جب نوکریوں کو تالے لگے ہوئے ہیں تو پھر یہ خودکشیاں ہوتی ہیں یا پھر جرائم ہوتے ہیں۔ پنجاب کے آٹھ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ہر ماہ شہریوں سے اوسطاً 170 کروڑ روپے چھینے جا رہے ہیں اور یہ ایک recorded اور printed بات ہے۔ موٹر سائیکل اور کار چوری کی وارداتوں میں 60 فیصد اور موبائل چوری میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ مہنگائی میں مجموعی اضافہ 110 فیصدی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصد ہی کو کم کر دیں اور percentage کم کرنے کے لئے اپنی پالیسی یا statement دے دیں کیونکہ مہنگائی میں 110 فیصدی اضافہ ہے اور ایک data کے مطابق گزشتہ ماہ عام شہری کی قوت خرید میں 50 فیصدی کمی ہوئی ہے۔ پنجاب میں ہر ماہ صرف غربت کی وجہ سے ڈیڑھ سو سے 180 تک خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ مہنگائی اور غربت، اخلاقی اقدار پر بھی منفی اثرات مرتب کرتی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پورے پاکستان میں بچوں کے خلاف ہونے والے جرائم کا 70 فیصدی پنجاب میں ہے جو کہ بڑے دکھ کی بات ہے کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے نوکریاں کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی چوریوں کے لئے باہر نکل پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں سیاسی طور پر سبز باغ دکھانے والوں نے اسے کالا باغ اور کالا پانی بنا دیا ہے جیسے دونوں چیزیں متروک ہوتی ہیں جن کا نام لینا بھی یہاں پسند نہیں کیا

جاتا۔ حکومت پنجاب کے اقدامات کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ ملازمت پر پابندی ہے، پنجاب انکم سپورٹ سکیم بند کر دی گئی ہے، زکوٰۃ کی تقسیم بند، Consumer Courts کے فنڈ بند، Price Control Courts آج تک نہیں بنیں، آخری امید کی کرن لوکل گورنمنٹ تھی جو ضلعی اور مقامی سطح پر لوگوں کو کم از کم انہیں انصاف مہیا کرنے کے لئے arrest کرتی تھی اور ایک کونسلر صبح سے شام تک اپنی کسی ماسی اور پھوپھی کو لے کر کسی تھانے میں چلا جاتا تھا، وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور نام نہاد سستی روٹی سکیم بھی ختم کر دی گئی ہے۔ یہ ساری چیزیں بند ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملازمتوں پر سے پابندی ختم کی جائے اور مصنوعی مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے قوانین اور ریاستی مشینری کا بے رحمی سے استعمال کیا جائے، Consumer Courts کے فنڈز بحال کئے جائیں اور ان کا دائرہ کار تحصیل کی سطح تک بڑھایا جائے۔ پنجاب حکومت اعلان کردہ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں فروخت کو یقینی بنائے اور میں پھر وہی بات کروں گا کہ حکومت پنجاب مہنگائی اور بدامنی کے خلاف عوام کے حق میں ایک لانگ مارچ کا اعلان کرے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پچھلے سال کے بجٹ میں کہا گیا اور وہ سکیم بڑی اچھی تھی کہ ہر سبزی منڈی کے قریب حکومت اپنے بڑے بڑے cold storage بنائے گی تاکہ perishable commodities وہاں پر preserve ہوں اور آسان قیمتوں پر فراہم ہو سکیں۔ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ اب انڈیا سے آلو یہاں آ رہا ہے اور گوبھی تک آ رہی ہے اور یہاں پر باغبان پورہ کے عظیم لوگوں کے ہوتے ہوئے پیاز وہاں سے آ رہا ہے تو مجھے دکھا دیا جائے کہ تین سالوں کے دوران ایک cold storage بنایا گیا ہو جبکہ یہاں پر لکھ کر حکمرانوں نے پڑھا اور وہ کاپی ابھی بھی میرے پاس ہے اور آپ بھی اپنے record سے دیکھ سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جب مہنگائی پر بحث کرنے کے لئے مجھے وقت دیا گیا اور میرے ساتھی بھی اپنی معروضات پیش کریں گے تو میں یہ عرض کروں گا کہ administratively بھی پنجاب کو بہتر طریقے سے لیا جائے، مہنگائی کے مارے ہوئے، Law & Order کے مارے ہوئے جب انتقامی کارروائیوں کے ساتھ الجھتے ہوئے انتظامیہ کے سامنے ہیں جو کہ بہت تکلیف دہ بات ہے اور انصاف کیا جائے، مہنگائی کو کم کیا جائے اور آئندہ جھوٹے وعدے اور سیاسی الیکشن کی جھوٹی تقاریر نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ میاں نصیر صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں اور سب کے لئے پانچ منٹ ہیں اس میں اپوزیشن نے بھی بولنا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! مہنگائی پر بحث کے حوالے سے آج وقت کی قلت کی بنیاد پر پیش کئے گئے facts & figures اور تقابلی جائزے کو پیش نہیں کرنا چاہتا اور یہ نہیں کہنا چاہتا کہ اگر آج مہنگائی، آج افراط زر کا 20 inflation rate سے 25 فیصد ہے تو آج سے دس سال پہلے بھی یہی تھا اور اس سے دس سال پہلے بھی یہی تھا اور غریب کی زندگی، اس کے معاشی حالات آج سے کئی دہائیاں پہلے بھی یہی تھے اور آج بھی یہی ہیں۔

قبل ازیں یہاں پر محکمہ داخلہ کے قوانین بنانے کے حوالے سے بحث ہوئی تو میں ایک بات سوچ رہا تھا کہ آپ جتنے جی چاہیں مشکل اور سخت قوانین بنائیں لیکن ایک وہ غریب آدمی، وہ غریب خاندان جس کے گھر میں بھوکے، غریب اور صحت کی سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے اس کے بوڑھے والدین اور اس کے گھر میں اس کے بچے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے باقی رشتہ دار اگر دو وقت کی روٹی بھی نہیں کھا سکیں گے اور اگر وہ اپنے بچوں کی سکول کی فیس نہیں دے سکیں گے تو میرے خیال میں اس چور اور ڈاکو کو آپ کی سوسائٹی کے بنائے ہوئے کسی قانون سے کوئی غرض نہیں اور پچھلے سال کے اعداد و شمار بتائے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو خودکشیاں پاکستان کے اندر ہوئی ہیں وہ تقریباً 1500 کے قریب ہوئیں، اس سے پہلے 1100 تھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ خودکشیاں ہیں جو رجسٹرڈ ہوئی ہیں اور جو رجسٹرڈ نہیں ہوئیں ان کا پتا ہی نہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج غریب آدمی کی زندگی مشکل ہے جو کہ ہماری elite class کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے کہ جن کے کپڑے بھی لندن، پیرس اور نیو یارک کے بوتیک سے آتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوالیہ نشان ہے ہماری اس کلاس کے لئے جو پاکستان کے عام آدمی کی زندگی کی مشکلات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر 1980 کی دہائی میں چائنا نے بحیثیت قوم کوئی ایسے فیصلے کئے کہ آج چائنا پوری دنیا کے اندر معاشی طاقت کا نشان سمجھا جاتا ہے تو ہمیں بھی آج پاکستان کے اندر ایسے اجتماعی فیصلے کرنے پڑیں گے کہ اس قوم کو مہنگائی کے اس "جن" جس نے ایک عام آدمی کو پریشان کیا ہوا ہے اس سے نکالا جا سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! تین منٹ میں بات کرنی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! دنیا کے کسی بھی خطے میں قائم حکومتیں عوام کو ریلیف دینے کے لئے کام کرتی ہیں اور وہ good governance کی بہترین مثالیں پیش کرتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور یاد آتا ہے جب انہوں نے فرمایا تھا کہ "دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی پیاسا مر جائے گا تو اس کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے۔" کچھ اسی طرح

کی good governance کے بلند و بانگ دعوے ہمارے صوبہ پنجاب میں بھی تین سال سے کئے جا رہے ہیں مگر یہاں پر عالم یہ ہے کہ ان جمہوری حکمرانوں کی good governance سے تنگ آکر آج لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ خود تو کیا اپنی پیدا کی ہوئی اولاد کو بھی موت کی آغوش میں دینا ہی فقط حل سمجھتے ہیں۔ اس good governance کے باعث صوبہ پنجاب کا یہ حال ہو چکا ہے کہ [********]

جناب سپیکر: یہ [*****] الفاظ حذف کئے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ایک fact ہے اور اس کی تحریک التوائے کار بھی اسی ایوان میں آئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں آپ کو ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا جو ٹائم اس طرح ضائع ہوا ہے اسے میرے ٹائم میں kindly add نہ کیجئے گا۔ گندم کا دانہ کبھی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی چکھا ہو گا اور اس وقت بھی گندم کا بیج بویا ہو گا، گندم اگائی ہو گی، اسے لوگوں کے گھروں تک پہنچایا گیا ہو گا، اس وقت پیسوں اور سکوں کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہو گی۔ گندم ہزارہا سال سے لے کر آج تک اگائی جا رہی ہے۔ گندم کی 70 فیصد procurement صوبہ پنجاب کی ہے مگر آج ہمارے کسانوں اور کاشتکاروں کا حال یہ ہے کہ گندم بھی رو رہی ہے اور گندم کو procure کرنے اور اس کی کاشت کرنے والا بھی رو رہا ہے۔

جناب والا! صوبے میں کہیں بھی writ of the Government نظر نہیں آتی، مہنگائی، غربت و افلاس اور بے روزگاری کے ہاتھوں لوگ مرنے اور مارنے پر مجبور ہو چکے ہیں اور آج بابا ابوذری (مرحوم) کا یہ شعر مجھے یاد آتا ہے کہ:

ہوتے ہیں میرے شہر میں ہر روز دھماکے
رہتی ہے میرے شہر میں شب برات مسلسل

جناب سپیکر! معزز وزیر موصوف نے بھی ذکر کیا تھا اور ہر چیز کا ملبہ انہوں نے وفاقی حکومت پر ڈالنے کی کوشش کی تھی تو میں ان چیزوں کی طرف نہیں جاتی ہوں مگر جو چیزیں ہم درآمد کرتے ہیں وہ تو ٹھیک لیکن جو چیزیں ہم یہیں پر procure کرتے ہیں انہیں ان پر بھی کچھ پالیسی statement دینی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چاہئے تھی۔آج تو یہ عالم ہے کہ دال روٹی اور لوگوں سے ان کے جینے کا حق بھی چھین لیا گیا ہے۔
جناب والا!جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو یہ سنتے تھے کہ سول سیکرٹریٹ میں گورنمنٹ ہوتی نظر آتی ہے۔آج آپ سول سیکرٹریٹ میں چلے جائیں تو وہاں نائب قاصد سے لے کر سیکرٹری تک ہر اہلکار یہ پوچھتا نظر آتا ہے کہ گورنمنٹ کہاں ہے؟آج لوگ نام لے کر یہ کہنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ چودھری پرویز الٰہی کا دور بہتر تھا کیونکہ اس دور میں کم از کم گورنمنٹ تو نظر آتی تھی، کم از کم کام تو ہو رہے تھے اور کم از کم لوگوں کو روزگار تو مل رہا تھا۔وہی صوبہ ہے، وہی وسائل ہیں اور وہی عوام ہیں مگر حکومت کہیں نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ان تین سالوں میں good governance کی وجہ سے دال مسور۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو پتا نہیں ہے کہ آج دن کیا ہے؟ بار بار مجھے interrupt کر رہی ہیں۔آپ اپنی سیٹ پر جائیں، آپ یہاں سے بول بھی نہیں سکتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میری speech کے دوران تھوڑی سی interruption ہوئی تھی اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع اور دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو ایسا کرتے ہیں کہ اب چونکہ وقت ختم ہونے والا ہے۔ Monday کو جو باقی صاحبان رہ گئے ہیں وہ بات کر لیں۔محترمہ سیمل کامران صاحبہ بول چکی ہیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی میں نے بات مکمل نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 18۔اکتوبر2010 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔